بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ
منظور مینگل دیوبندی کے
تقلید شخصی پر دلائل
کا تحقیقی جائزہ
مصنف
محمد سلمان شیخ

فہرست مضامین

"منظور مینگل دیوبندی کی تقلید شخصی پر دلیل کا جائزہ"

تقلید شخصی کا مسئلہ

تقلید شخصی کے دلائل سے تقلید مطلق کا اثبات بھی ہوتا ہے جیسا کہ زید کے اثبات سے خود بخود انسان کا اثبات ہوتا ہے: "لأن الزيد عبارة عن الإنسانية مع الهذية".

"إن المقيد عبارة عن المطلق مع المقيد" اور وہ قید اسی شخص کی ہے، نیز تقلید شخصی اخص جب کہ تقلید مطلق اعم ہے اور وجود الأخص يستلزم وجود الأعم.

پہلی دلیل

"عن حذيفة رضي الله عنه قال: "قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم: بالّذين من بعدي، أبي بكر وعمر". رواه الترمذي، وقال: هذا حديث حسن"(٢).

"حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: تم لوگ میرے بعد ان دونوں کی پیروی کرنا (جو میرے جانشین ہوں گے) اور وہ ابوبکر و عمر ہیں"۔

(١) (سنن الترمذي: ١/١٩٣، كتاب الجنائز، باب ما جاء في غسل الميت، سعيد).

(٢) (سنن الترمذي، كتاب المناقب، مناقب أبي بكر الصديق: ٢/٢٠٨، سعيد).

تقلید شخصی کا مسئلہ ۱۳۵

اس سے تقلید شخصی پر واضح استدلال کیا جا سکتا ہے۔ باللذین مبدل منہ اور أبی بکر و عمر بدل ہے۔

منظور مینگل دیوبندی کی کتاب کا سکین آپ کے سامنے ہے۔ تقلید شخصی پر دلیل دیتے ہوئے مینگل روایت نقل کرتا ہے:

"رسول پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: تم میرے بعد ان دونوں کی پیروی کرنا (جو میرے جانشین ہوں گے)، وہ ابوبکر و عمر ہیں۔"

اس روایت کو نقل کرنے کے بعد مینگل کہتا ہے کہ اگر اس پر اعتراض ہو کہ اس میں تو دو لوگوں کی پیروی کا ذکر ہے جبکہ تقلید ایک کی کرتے ہو، تو اس کا جواب یہ ہے کہ پہلے سیدنا ابوبکر کی خلافت میں ان کی پیروی کی جاتی رہی، پھر سیدنا عمر کی خلافت میں ان کی پیروی کی جاتی رہی۔

یہ ہے مینگل کا تقلید شخصی ثابت کرنا۔ اس کو دیوبندیوں نے بڑی توپ چیز بنایا ہوا ہے اور جہالت دیکھیں کیسے بکھیر رہا ہے۔

میگل کے مطابق سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت میں سیدنا عمر سٹینڈ بائی پر لگے تھے کہ ابھی تمہاری پیروی نہیں ہونی، پہلے سیدنا ابوبکر کو فوت ہو لینے دو۔ تو یہ تقلید شخصی کی دلیل ہے اس کے مطابق۔ جبکہ رسول پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے دونوں کی اکٹھے پیروی کا حکم دیا ہے۔ لہذا مینگل کے مطابق ہی صحابہ کرام نے سیدنا ابوبکر و عمر کی پیروی نہیں کی اکٹھے ایک ہی وقت میں۔

دوسری بات، رسول پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا کسی کی پیروی کا حکم دینا اس کی دلیل نہیں کہ اس کی تقلید یعنی بلا دلیل پیروی کی جائے بلکہ دلیل کے تحت اس کی پیروی کی جائے گی۔ چنانچہ:

"سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دستہ بھیجا اور اس پر انصار کے ایک شخص (سیدنا عبداللہ بن حذافہ سہمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کو امیر بنایا اور لوگوں کو حکم دیا کہ ان کی اطاعت کریں۔ پھر امیر فوج کے لوگوں پر

غصہ ہوئے اور کہا کہ کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تمہیں میری اطاعت کا حکم نہیں دیا ہے؟ لوگوں نے کہا کہ ضرور دیا ہے۔ اس پر انہوں نے کہا کہ میں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ لکڑی جمع کرو اور اس سے آگ جلاؤ اور اس میں کود پڑو۔ لوگوں نے لکڑی جمع کی اور آگ جلائی، جب کودنا چاہا تو ایک دوسرے کو لوگ دیکھنے لگے اور ان میں سے بعض نے کہا کہ ہم نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری آگ سے بچنے کے لیے کی تھی، کیا پھر ہم اس میں خود ہی داخل ہو جائیں۔ اسی دوران میں آگ ٹھنڈی ہو گئی اور امیر کا غصہ بھی جاتا رہا۔ پھر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا ذکر کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر یہ لوگ اس میں کود پڑتے تو پھر اس میں سے نہ نکل سکتے۔ اطاعت صرف اچھی باتوں میں ہے۔"

صحیح البخاری، کتاب الأحکام، حدیث: 7145

یہ رسول پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا مقرر کردہ امام ہے جس کی اطاعت کا رسول پاک نے خود حکم دیا، لیکن اس کی بھی خلافِ شریعت بات ماننا جائز نہیں۔ یہ مقلدو نے خود چار امام بنائے ہوئے ہیں اور ان کے اقوال کو خود پر حجت بنایا ہوا ہے، اور ان کی تقلید کرتے ہیں یعنی قرآن و حدیث کے برعکس امام کے اقوال حجت جانتے ہیں۔ تو وہ نبی پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے مقرر کردہ امام کی شریعت محمدیہ کے خلاف ماننے والا آگ میں ہے، تو یہ قرآن و حدیث کے برعکس خود ساختہ اماموں کی ماننے والے کیسے آگ سے بچیں گے؟

اسی لیے قیامت کے دن یہ شریعت محمدیہ کے غدار مقلد کہیں گے:

"يَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوهُهُمْ فِي النَّارِ يَقُولُونَ يَا لَيْتَنَا أَطَعْنَا اللَّهَ وَأَطَعْنَا الرَّسُولَا"

(الاحزاب: 66)

جس دن ان کے چہرے آگ میں الٹ پلٹ کیے جائیں گے، کہیں گے اے کاش کہ ہم نے اللہ کی اطاعت کی ہوتی اور ہم نے رسول کی اطاعت کی ہوتی۔

"وَقَالُوا رَبَّنَا إِنَّا أَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَاءَنَا فَأَضَلُّونَا السَّبِيلَا"

(الاحزاب: 67)

اور کہیں گے: اے ہمارے رب! بے شک ہم نے اپنے سرداروں اور اپنے امام اعظموں و اعلیٰ حضرتوں کی اطاعت کی تو انھوں نے ہمیں اصل راہ سے گمراہ کردیا۔

سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے خود خلافت کے منصب پر فائز ہونے کے بعد فرمایا:

"أطيعونى ما أطعت الله ورسوله، فإذا عصيت الله و رسوله فلا طاعة لى عليكم"

جب تک میں اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کروں تو میری اطاعت کرو، اور جب میں اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کروں تو تم پر میری کوئی اطاعت فرض نہیں ہے-

مزید فرمایا:

"فإن أحسنت فأعينوني، وإن أسأت فقوموني"
اگر میں اچھا کروں تو میری مدد کرو اور اگر برا کروں تو مجھے سیدھا کر دو۔

اسی طرح سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں بھرے مجمعے میں ایک عورت کا سیدنا عمر کو اعتراض مشہور ہے کہ جب اللہ پاک نے عورت کے لیے زیادہ سے زیادہ حق مہر کی حد بندی نہیں کی، تو عمر تم کون ہوتے ہو حد بندی کرنے والے؟

اسی طرح حج تمتع کے مسئلہ میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے اپنے بیٹے سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے سیدنا عمر کی مخالفت کی۔

تو معلوم ہوا کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا اپنے بعد سیدنا ابوبکر و عمر کی پیروی کے حکم کا مطلب یہ نہیں کہ ان کی تقلید کرنا جیسا کہ مینگل نے سمجھ لیا اور بونگی مار دی، بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ دلیل کے تحت ان کی پیروی کرنا۔ اور یہ حکم صرف سیدنا ابوبکر و عمر کے لیے نہیں بلکہ ہر مسلمان کے حاکم کے لیے ہے کہ اس کی مشروط پیروی کی جائے گی اور مشروط پیروی تقلید نہیں ہوتی۔

تیسری بات، مینگل کے مطابق رسول پاک نے اپنے فوراً بعد سیدنا ابوبکر و عمر کی پیروی کا حکم دے دیا، جبکہ چاروں مقلدو کے اماموں نے اپنے بعد کسی کی پیروی کا حکم نہیں دیا۔ یہ رسول پاک کی مخالفت کر گئے چاروں امام۔ جب رسول پاک کے فوراً بعد انتیوں کی تقلید کی ضرورت تھی تو چاروں اماموں کے بعد ضرورت نہیں تھی؟

یہ تو اپنے امام کو نبی سے بڑھانا ہے کہ نبی پاک کے فوراً بعد تو کسی دوسرے کی تقلید کی ضرورت پڑ جائے اور تیرے امتی امام کے صدیوں بعد بھی کسی دوسرے کی ضرورت نہ پڑے۔

بہرحال مینگل دیوبندی کی تقلید شخصی ثابت کرنے کی کوشش دیکھ کر یہ ثابت ہوا کہ مقلد پی ایچ ڈی بھی کر لے، پھر بھی جاہل کا جاہل ہی رہتا ہے۔

منظور مینگل دیوبندی کی تقلید شخصی پر دوسری دلیل کا جائزہ

...عن العرباض بن سارية قال: وعظنا رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم يوما بعد صلوة ...موعظة بليغة، ذرفت منها العيون، ووجلت منها القلوب، فقال رجل: إن هذه موعظة مودع، ...تعهد إلينا يارسول الله! قال: أوصيكم بتقوى الله والسمع والطاعة، وإن عبدٌ حبشيٌّ، فإنه من ...منكم يرى اختلافاً كثيراً، وإياكم ومحدثات الأمور، فإنها ضلالةٌ، فمن أدرك ذلك منكم فعليه ...بسنة الخلفاء الراشدين المهديين، عضوا عليها بالنواجذ. هذا حديث حسن صحيح"(١).

"حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نماز کے بعد ہم کو نہایت مؤثر انداز میں نصیحت کی کہ ہماری آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور دلوں میں خوف پیدا ہو گیا، ایک شخص نے عرض کیا، یارسول اللہ! معلوم ہوتا ہے کہ یہ آخری نصیحت ہے، آپ ہمیں کیا حکم دیتے ہیں؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: میں تم کو نصیحت کرتا ہوں کہ خدا سے ڈرتے رہو اور تم کو مسلمان سردار جو کہے سننے اور بجالانے کی وصیت کرتا ہوں، اگر چہ وہ سردار حبشی غلام ہو، تم میں سے جو شخص میرے بعد زندہ رہے گا وہ بہت زیادہ اختلاف دیکھے گا، لہٰذا تمہیں چاہیے کہ دین میں نئی نئی باتیں پیدا کرنے سے بچو، اس لئے کہ وہ

(١) ...الترمذي: ٢/٩٦، كتاب العلم، باب الأخذ بالسنة واجتناب البدعة، سعيد).

تحفة المناظر ١٣٦ تقلید شخصی کا ...

گمراہی ہے۔ ایسی حالت میں تم پر لازم ہے کہ میرے اور ہدایت یافتہ خلفاء راشدین کے طریقے کو لازم جانو اور اسی طریقے پر بھروسہ رکھو اور اس کو دانتوں سے مضبوط پکڑے رہو"۔

حکم دیا کہ خلفاء راشدین کے بتائے ہوئے طریقے کو بھی مضبوطی سے تھامے رہو، تقلید شخصی میں امام کی ... ہوئی تشریح پر عمل کیا جاتا ہے۔

اس پر یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ "خلفاء" جمع کا صیغہ ہے اور خلفاء چار ہیں، لہٰذا یہ تقلید شخصی نہیں۔ جواب یہ ہے کہ اگر چہ خلفاء جمع کا صیغہ ہے اور خلفاء چار ہیں لیکن نفس الامر اور خارج میں لوگوں کا واسطہ پہلے حضرت ابوبکر پھر حضرت عمر، پھر حضرت عثمان اور حضرت علی سے پڑا، یعنی تقلید شخصی کا تحقق نفس الامر اور خارج میں علی سبیل البدلیت ہوا۔

منظور مینگل دیوبندی نے تقلید شخصی کی دوسری دلیل یہ پیش کی ہے: "میری سنت کو لازم پکڑو اور میرے خلفاء راشدین کی۔" مینگل کہتا ہے خلفاء راشدین کے طریقے کو مضبوطی سے تھامے رہو، تقلید شخصی میں امام کی بتائی ہوئی تشریح پر عمل کیا جاتا ہے۔ مینگل کہتا ہے، کوئی اعتراض کرے کہ اس میں تو چار خلفاء راشدین کا ذکر ہے اور تم ایک کی تقلید کرتے ہو تو اس کا جواب یہ ہے کہ چاروں یکے بعد دیگرے خلفاء ہوئے اس لیے ان کی اپنے اپنے وقت میں تقلید ہوتی رہی، لہذا یہ تقلید شخصی ہے۔

مینگل دیوبندی کی پہلی جہالت یہ ہے کہ اس نے رسول پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور خلفاء راشدین کی سنت کو الگ الگ قرار دے کر خلفاء راشدین کی سنت کو ماننا تقلید شخصی کی دلیل بنا لیا۔

آئیں اس حدیث کا صحیح مطلب علماء اہل سنت سے سمجھتے ہیں: امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "خلفاء راشدین نے ہر سنت رسول پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے حکم کے مطابق ہی اختیار کی ہے، چنانچہ وہ رسول پاک کی ہی سنت ہوئی، لہذا دین میں صرف وہی چیز واجب، حرام، مستحب، مکروہ یا مباح ہے جس کو رسول پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے واجب، حرام، مستحب، مکروہ یا مباح قرار دیا ہے۔"

امام فلانی رحمہ اللہ اسی حدیث کا مفہوم بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "جب یہ کہا جائے فلاں کام رسول پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور ابوبکر و عمر کی سنت ہے تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ رسول پاک اپنی وفات تک اسی سنت پر قائم رہے،

میرا خیال ہے کہ حدیث 'علیکم بسنتی و سنت الخلفاء الراشدین من بعدی' کو اس معنی پر محمول کیا جائے تاکہ عطف میں اشکال باقی نہ رہے، کیونکہ خلفاء راشدین صرف وہی سنت اپناتے تھے جس پر رسول پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم گامزن تھے۔"

ملا علی قاری حنفی اس مذکورہ حدیث کے تحت فرماتے ہیں: "خلفاء راشدین صرف رسول پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی سنت پر عمل کرتے تھے، لہذا سنت کی نسبت ان کی طرف یا تو ان کے اس سنت کے عالم ہونے کی وجہ سے ہے، یا اس سے استنباط کرنے کی وجہ سے ہے یا اس کو اختیار کرنے کی وجہ سے ہے۔"

عبدالرحمن مبارک پوری رحمہ اللہ ملا علی قاری حنفی کا بیان نقل کرنے کے بعد اس کی تائید کرتے ہوئے فرماتے ہیں: "خلفاء راشدین کی سنت سے مراد صرف ان کا وہ طریقہ ہے جو رسول پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے طریقے کے مطابق ہو۔"

عبدالرحمن مبارک پوری رحمہ اللہ امام صنعانی رحمہ اللہ کا بیان اس حدیث کے تحت نقل کرتے ہیں: "اس حدیث میں خلفاء راشدین کی سنت سے مراد صرف ان کا وہ طریقہ ہے جو رسول پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے طریقے کے مطابق ہو، مثلاً دشمنوں سے جہاد اور دین کے شعائر کو قوت دینے کے معاملات۔"

عبدالرحمن مبارک پوری رحمہ اللہ امام شوکانی رحمہ اللہ کا بیان اس حدیث کے تحت نقل کرتے ہیں: "سنت کا معنی ہے طریقہ، تو گویا رسول پاک صلی اللہ علیہ والہ

وسلم نے یوں فرمایا ہے کہ تم میرے اور خلفاء راشدین کے طریقے کو لازم پکڑو۔ ان کا طریقہ وہی ہے جو نبی پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا طریقہ تھا کیونکہ وہ لوگوں میں سب زیادہ سنت رسول کو اختیار کرنے کا شوق رکھتے تھے اور ہر چیز میں اس پر عمل کرتے تھے۔"

علماء اہل سنت کے بیانات سے معلوم ہوا کہ حدیث "میری سنت کو لازم پکڑو اور میرے خلفاء راشدین کی سنت کو" کا مطلب یہ ہے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور خلفاء راشدین کی سنت ایک ہی ہے کیونکہ خلفاء راشدین سنت رسول پر ہی عمل کرتے تھے۔ تو جب یہ معلوم ہو گیا کہ سنت رسول اور خلفاء راشدین کی سنت ایک ہی ہے تو پھر سنت کو ماننا تقلید نہیں ہوتا۔

دوسری بات، مینگل نے تقلید شخصی کی پہلی دلیل جو دی تھی اس میں سیدنا ابوبکر و عمر کی پیروی کا ذکر تھا، یہاں اب چار خلفاء راشدین کی پیروی کا ذکر آ گیا، تو دو خلفاء والی روایت پیش کرنے کے کیا معنی؟ جب چاروں میں سیدنا ابوبکر و عمر بھی شامل ہیں۔ سچی بات یہ ہے کہ مینگل دیوبندی کو ابھی تک یہی سمجھ نہیں آئی کہ تقلید کہتے کسے ہیں۔

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: "قریب ہے کہ تم پر آسمان سے پتھروں کی بارش ہو، میں کہتا ہوں رسول پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا اور تم کہتے ہو ابوبکر و عمر نے یوں کہا۔"

یہ ہے تقلید جس کا ابن عباس رضی اللہ عنہ رد فرما رہے ہیں کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے برعکس ابوبکر و عمر کی بات ماننا بھی موجبِ عذاب ہے۔

تیسری بات، اگر بالفرض رسول پاک اور خلفاء راشدین کی سنت الگ الگ مان لیں تو اسی حدیث میں پہلے رسول پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی سنت کو لازم پکڑنے کا ذکر ہے۔ اب یہ مینگل اکٹھی تین طلاق کے مسئلے میں دیوبندیوں کو سنت رسول پکڑنے نہیں دیتا، رکعت تراویح کے مسئلے میں سنت رسول پکڑنے نہیں دیتا، عورتوں کے نماز کے لیے مسجد و عیدگاہ جانے پر سنت رسول پکڑنے نہیں دیتا، طریقہ نماز، حلالہ وغیرہ وغیرہ۔ تو اس حدیث پر تم خود تو پہلے عمل کر لو، پھر ہمارے آگے اسے پیش کرنا۔ حقیقت میں یہ حدیث تقلید شخصی کی لعنت کی نفی کرتی ہے جسے یہ مینگل اپنی جہالت سے تقلید شخصی کی دلیل بنا رہا ہے۔

چوتھی بات، مینگل دیوبندی نے یہ پتہ نہیں کہاں سے نکال لیا حدیث سے کہ چاروں خلفاء راشدین کی الگ الگ سنتیں پکڑنی ہیں، جبکہ حدیث کا مطلب یہ بھی ہو سکتا ہے کہ جو چاروں خلفاء راشدین کی مجموعی سنت ہو، اس کو لازم پکڑو۔ تو ثابت ہوا کہ مینگل دیوبندی نے بونگیوں سے ہی کام چلایا ہے یہاں بھی۔

منظور مینگل دیوبندی کی تقلید شخصی پر تیسری دلیل کا جائزہ

تیسری دلیل

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے پوچھا گیا کہ طواف کے بعد عورت کو حیض آجائے تو کیا کرے [illegible]

آپ نے فرمایا لوٹ جائے، اہل مدینہ نے کہا: "لا نأخذ بقولك وندع قول زيد"(۱).

"عن عكرمة أن أهل المدينة سألوا ابن عباس عن امرأة طافت ثم حاضت، قال لهم [illegible]

(۱) (الصحيح للبخاري، كتاب الحج، باب إذا حاضت المرأة بعد ما أفاضت: ۱/۲۳۷، قديمي).

تقلید شخصی کا مسئلہ ۱۳۷

[illegible] لا نأخذ بقولك، وندع قول زيد بن ثابت .... وفي رواية الثقفي: لا نبالي بقولك أفتيتنا أو [illegible] لا نتابعك وأنت تخالف زيداً"(۱).

"حضرت عکرمہ فرماتے ہیں کہ اہل مدینہ نے حضرت عبداللہ بن عباس سے اس عورت کے متعلق پوچھا جسے طواف کے بعد حیض آجائے، حضرت ابن عباس نے فرمایا: وہ واپس جاسکتی ہے، اہل مدینہ نے کہا: ہم زید بن ثابت کی بات چھوڑ کر آپ کی بات نہیں مانتے .... ثقفی کی روایت میں ہے: آپ ہمیں فتویٰ دیں یا نہ دیں، ہمیں آپ کے فتویٰ کی پرواہ نہیں اور نہ ہی ہم آپ کی بات مانیں گے کہ آپ زید بن ثابت کی مخالفت کرتے ہیں"۔

اہل مدینہ صاف طور پر کہہ رہے ہیں کہ ہم آپ کے قول کو نہیں لیتے ہم زید بن ثابت کی بات ہی مانیں گے، [illegible] شخصی نہیں تو کیا ہے؟

تقلید شخصی ثابت کرنے کے لیے مقلد مولوی منظور مینگل نے جو تیسری دلیل پیش کی وہ یہ ہے کہ:

"اہل مدینہ نے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ عورت کو طواف کے بعد حیض آجائے تو کیا کرے، ابن عباس نے فرمایا وہ واپس چلی جائے، اس پر اہل مدینہ نے کہا کہ ہم آپ کی بات پر عمل نہیں کریں گے اور سیدنا زید بن ثابت کی بات نہیں چھوڑ سکتے۔"

منظور مینگل دیوبندی نے یہ آدھی حدیث نقل کرنے کے بعد کہا کہ اہل مدینہ نے صاف طور پر کہا کہ ابن عباس کی بات نہیں مانتے، ہم زید بن ثابت کی ہی بات مانیں گے، یہ تقلید شخصی نہیں تو کیا ہے؟

حقیقت میں یہ بھی تقلید شخصی کے رد پر دلیل ہے جسے مینگل دیوبندی نے اپنی جہالت سے تقلید شخصی کی دلیل سمجھ لیا۔

پہلے پوری حدیث دیکھ لیں:

"مدینہ کے لوگوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے ایک عورت کے متعلق پوچھا کہ جو طواف کرنے کے بعد حائضہ ہو گئی تھیں، آپ نے انہیں بتایا کہ (انہیں ٹھہرنے کی ضرورت نہیں بلکہ) چلی جائیں۔ لیکن پوچھنے والوں نے کہا: ہم ایسا نہیں کریں گے کہ آپ کی بات پر عمل تو کریں اور زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی بات چھوڑ دیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب تم مدینہ پہنچ جاؤ تو یہ مسئلہ وہاں (اکابر صحابہ رضی اللہ عنہم سے) پوچھنا۔ چنانچہ جب یہ لوگ مدینہ آئے تو پوچھا۔ جن اکابر سے پوچھا گیا تھا، ان میں ام سلیم رضی اللہ عنہا بھی تھیں اور انہوں نے (ان کے جواب میں وہی) صفیہ رضی اللہ عنہا کی حدیث بیان کی۔"

اس حدیث میں واضح ہے کہ اہل مدینہ نے مسئلہ کی تحقیق کی جو کہ تقلید کی ضد ہے، اسی لیے انہوں نے سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے اس کا حکم پوچھا۔ اگر وہ سیدنا زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کی تقلید کر رہے ہوتے تو انہیں سیدنا عبداللہ بن عباس سے مسئلہ کا حل پوچھنے کی کیا ضرورت تھی؟ یہی دلیل ہے کہ اہل مدینہ سیدنا زید بن ثابت کی تقلید نہیں کرتے تھے۔

ابن عباس کے مسئلہ بتانے کے بعد انہوں نے سیدنا زید کے موقف کو ہی راجح سمجھا اور کہا کہ ہم انہی کے فتویٰ پر عمل کریں گے، آپ کا فتویٰ نہیں مانیں گے۔ پھر ابن عباس نے انہیں دیگر اہل علم صحابہ کرام کی طرف رجوع کرنے کا مشورہ دیا اور اہل مدینہ نے دیگر اہل علم صحابہ کرام سے بھی وہ مسئلہ پوچھا۔ انہوں نے سیدہ صفیہ کی صحیح حدیث پیش کی جس کے مطابق ابن عباس کا فتویٰ تھا، لہذا پھر وہی اختیار کیا گیا۔

اگر تو حدیث ملنے کے بعد اہل مدینہ کہتے کہ ہم زید بن ثابت کی مانیں گے کیونکہ ان کے پاس کوئی اور دلیل ہو گی، جیسا کہ مقلدوں کا شیوہ ہے، تو پھر یہ تقلید تھی۔

اہل مدینہ کا ابن عباس سے مسئلہ کی تحقیق کرنا، پھر دیگر اہل صحابہ کرام سے اسی مسئلہ کی تحقیق کرنا، پھر صحیح حدیث ملنے پر اسے اختیار کرنا، یہ ساری باتیں تقلید شخصی کی دھجیاں اڑا رہی ہیں اور مینگل دیوبندی اپنی جہالت سے اسے تقلید شخصی کی دلیل بنا رہا ہے۔

تقلید شخصی یہ ہے، جیسا کہ محمود الحسن دیوبندی نے تقریر ترمذی میں کہا:

"حق اور انصاف یہ ہے کہ اس مسئلہ میں ترجیح امام شافعی کے قول کو ہے، لیکن ہم امام ابو حنیفہ کے مقلد ہیں، ہم پر ان کی تقلید واجب ہے۔"

یعنی حق جان کر بھی امام کا قول نہ چھوڑنا، یہ تقلید ہے۔ جبکہ اہل مدینہ کا عمل تو اس کے خلاف ہے۔ وہ حق کے متلاشی بنے اور اس کے لیے جدوجہد کی، پھر حق ملنے پر اسے قبول کیا، تو یہ تقلید نہیں بلکہ تقلید کی نفی ہے۔ اور مینگل اسے تقلید شخصی بنا رہا ہے۔

اہل حدیث کے آگے یہ ایسے بونگیاں مارتے ہیں اور اپنی عوام کو پھدو لگانے میں ماہر ہیں۔

منظور مینگل دیوبندی کی تقلید شخصی پر چوتھی دلیل کا جائزہ

تحفۃ المناظر ۱۳۷ تقلید شخصی کا مسئلہ

… لا نأخذ بقولك، وندع قول زيد بن ثابت ……… وفي رواية الثقفي: لانبالي بقولك أفتيتنا أو … لا نتابعك وأنت تخالف زيدا"(۱).

"حضرت عکرمہ فرماتے ہیں کہ اہل مدینہ نے حضرت عبداللہ بن عباس سے اس عورت کے متعلق پوچھا جسے طواف کے بعد حیض آجائے، حضرت ابن عباس نے فرمایا: وہ واپس جاسکتی ہے، اہل مدینہ نے کہا: ہم زید بن ثابت کی بات چھوڑ کر آپ کی بات نہیں مانتے ……… ثقفی کی روایت میں ہے: آپ ہمیں فتوی دیں یا نہ دیں، ہمیں آپ کے فتوی کی پرواہ نہیں اور نہ ہی ہم آپ کی بات مانیں گے کہ آپ زید بن ثابت کی مخالفت کرتے ہیں"۔

اہل مدینہ صاف طور پر کہہ رہے ہیں کہ ہم آپ کے قول کو نہیں لیتے ہم زید بن ثابت کی بات ہی مانیں گے، … تقلید شخصی نہیں تو کیا ہے؟

… دلیل

صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے بارے میں حضرت ابو موسیٰ اشعری کا ارشاد ہے: "لا … ما دام هذا الحبر فيكم"(۲). جب تک یہ موجود ہیں انہی کی اتباع کرو اور پیش آمدہ مسائل کا حل انہی سے پوچھو۔ شخص واحد ہیں، تقلید شخصی … چیز ہے۔(۳)

… البخاري، كتاب الحج، باب إذا حاضت المرأة بعد ما أفاضت: ۳/۷۴۹- ۷۵۰، قديمي).

… الصحيح للبخاري، كتاب الفرائض، باب ميراث ابنة ابن مع ابنة: ۲/۹۹۷، قديمي).

… امین اللہ پشاوری صاحب اس کے متعلق ص: (۱۶۰) پر فرماتے ہیں: اس حدیث میں آپ کی تقلید کا رد ہے اور اس میں آپ … دلیل نہیں۔ یہ تو زندہ عالم سے مسائل معلوم کرنے ہیں اور اس کا حکم قرآن نے دیا ہے ﴿فَاسْئَلُوْا اَهْلَ الذِّكْرِ﴾. … آپ کی اس بات کا تقاضا یہ ہے کہ کسی بھی مجتہد اور عالم کے انتقال کے بعد اس کا علم بھی فوت ہو جانا چاہیے اور اسے قابل عمل قرار نہ … بلکہ زندہ علماء کے اجتہاد پر عمل کیا جائے۔ اور زندہ علماء کو چاہیے کہ وفات پا جانے والے علماء و مجتہدین کے استنباطات کو ایک … کرتے ہوئے از سر نو اجتہاد کرے، ورنہ اسی تقلید میں مبتلا ہوگا۔ اور یہ بات بداہتاً غلط ہے۔ امت کا تعامل اس کی تردید کرتا ہے۔ … اعتراض کرتے ہوئے فرماتے ہیں: عبداللہ ابن مسعود کو ابو موسیٰ اشعری نے یہ درجہ اس لئے دیا کہ وہ قرآن و حدیث کو زیادہ … اور وہ مسئلے میں دلیل پیش کرتے تھے اور سائل دلیل کا اتباع کرتا۔ ابن مسعود کی رائے کا تابع اور مقلد نہ ہوا۔ (بقیہ اگلے صفحہ پر)

مینگل دیوبندی صحیح بخاری کی حدیث سے مرضی کا ٹکڑا کاٹ کر اپنی مرضی کا ترجمہ کرکے تقلید شخصی ثابت کر رہا ہے۔

مینگل دیوبندی کہتا ہے کہ سیدنا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے بارے فرمایا:

"لا تسألوني ما دام هذا الحبر فيكم"

اس کا ترجمہ مینگل دیوبندی نے یہ کیا ہے کہ: "ابو موسیٰ کہتے ہیں کہ جب تک یہ (عبداللہ بن مسعود) موجود ہیں، انہی کی اتباع کرو اور پیش آمدہ مسائل کا حل انہی سے پوچھو، شخص واحد ہیں اور تقلید شخصی بھی یہی چیز ہے۔"

یہ مینگل دیوبندی نے تقلید شخصی ثابت کی ہے اپنی طرف سے۔

پہلے صحیح بخاری کی پوری حدیث ملاحظہ فرمائیں:

"ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے بیٹی، پوتی اور بہن کی میراث کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ بیٹی کو آدھا ملے گا اور بہن کو آدھا ملے گا، اور تو ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے یہاں جا، شاید وہ بھی یہی بتائیں گے۔ پھر ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے پوچھا گیا اور ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کی بات بھی پہنچائی گئی تو انہوں نے کہا کہ میں اگر ایسا فتویٰ دوں تو گمراہ ہو چکا اور ٹھیک راستے سے بھٹک گیا۔ میں تو اس میں وہی

فیصلہ کروں گا جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا تھا کہ بیٹی کو آدھا ملے گا، پوتی کو چھٹا حصہ ملے گا، اس طرح دو تہائی پوری ہو جائے گی، اور پھر جو باقی بچے گا وہ بہن کو ملے گا۔ پھر ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ کی بات ان تک پہنچائی گئی تو انہوں نے کہا: "جب تک یہ عالم تم میں موجود ہیں، مجھ سے مسائل نہ پوچھا کرو۔""

یہ پوری حدیث آپ کے سامنے ہے، اس کا ترجمہ دیکھ لیں اور مینگل نے جو ڈنڈی ماری ہے وہ بھی دیکھ لیں۔

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے دلیل سے فتویٰ دیا، رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان پیش کیا، جس پر سیدنا ابو موسیٰ نے فرمایا کہ: "تم ان سے مسائل پوچھو جب تک یہ موجود ہیں۔" تو اس سے تقلید شخصی کہاں سے نکل آئی؟ تقلید تو بے دلیل ماننا ہے، جبکہ یہاں ابن مسعود دلیل سے فتویٰ دے رہے ہیں۔

یہ تو تقلید شخصی کا رد ہے کہ بے دلیل والے کی نہیں ماننی، جو دلیل سے فتویٰ دے، اس کی ماننی ہے۔

پھر فتح الباری میں خود سیدنا ابو موسیٰ کا اپنے فتوے سے رجوع بھی موجود ہے، جو انہوں نے سیدنا ابن مسعود سے دلیل جان لینے کے بعد کیا۔ تو یہ سراسر تقلید کی نفی ہے، جسے مینگل اپنی جہالت سے تقلید شخصی کی دلیل بنا رہا ہے۔

خود جو دلیل جان لینے کے بعد کہتا ہے کہ ہمارے امام کے پاس اس کے برعکس کوئی اور دلیل ہو گی، اور اگر نہ بھی ہو تو ہمیں کیا، ہم مقلد ہیں۔ جبکہ سیدنا ابو موسیٰ نے دلیل ملنے کے بعد رجوع کیا۔

دوسری بات: عالم کی طرف مسائل کے حل کے لیے رجوع کرنا تقلید نہیں۔ یہ مینگل دیوبندی کے اپنے اصولِ فقہ کی کتابوں میں لکھا ہے۔ یہ تقلید تب بنتی ہے جب عالم کی بے دلیل بات کو اپنے اوپر حجت مانا جائے، کہ اس کے برعکس اگر دلیل ملی تو بھی عالم کا قول نہیں چھوڑنا۔ اگر حجت نہ سمجھتے ہوئے عالم کی بات مانی جائے تو یہ تقلید نہیں ہوتی۔ اس لیے میں کہتا ہوں کہ مینگل کو ابھی تقلید کا ہی نہیں پتہ کہ تقلید کس بلا کا نام ہے۔

تیسری بات: دلیل کے تحت ماننا تقلید نہیں۔ یہ تقلید تو تب ہوتی جب سیدنا ابو موسیٰ، سیدنا ابن مسعود کا بے دلیل قول ماننے کی تلقین کرتے، اور دلیل ملنے پر بھی اسی بے دلیل قول پر جمود کا کہتے۔ جبکہ سیدنا ابو موسیٰ نے ایسی کوئی بات نہیں کی، بلکہ ابن مسعود کا خود سے زیادہ قرآن و حدیث کا عالم ہونے کی وجہ سے ان سے کتاب و سنت کے مطابق مسائل کا حل پوچھنے کی تلقین کی۔

چوتھی بات: ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا اپنا صحیح فرمان ثابت ہے:

"عن عبد الله يعني ابن مسعود، أنه قال: لا تقلدوا دينكم الرجال"

کہ: "دین میں آدمیوں کی تقلید نہ کرو۔"

اب مینگل دیوبندی یہ مانے، کیونکہ سیدنا ابو موسیٰ نے سیدنا ابن مسعود کی ماننے کی تلقین کی ہے، ظاہر ہے جن کو ابو موسیٰ نے تلقین کی، انہوں نے ابن مسعود کا یہ قول بھی مانا کہ دین میں لوگوں کی تقلید نہیں کرنی۔ تو جب ابن مسعود دوسروں کو لوگوں کی تقلید سے منع کر رہے ہیں، تو اپنی تقلید کیسے کرنے دیں گے، جو مینگل دیوبندی کروا رہا ہے۔

منظور مینگل دیوبندی کی تقلید شخصی پر پانچویں دلیل کا جائزہ

پانچویں دلیل

"حدثنا هناد، ثنا وكيع، عن شعبة، عن أبي عون، عن الحارث بن عمرو، عن رجل من أصحاب معاذ، عن معاذ أن رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم بعث معاذا إلى اليمن، فقال: كيف تقضي؟ فقال: أقضي بما في كتاب الله، قال: فإن لم يكن في كتاب الله قال: فبسنة رسول الله، قال: إن لم يكن في سنة رسول الله – صلى الله تعالى عليه وسلم – قال: أجتهد رأيي، قال: الحمدلله الذي وفق رسول رسول الله لما يحب ويرضى"(۱)۔

"حضرت معاذ کو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یمن بھیجنے کا ارادہ کیا تو فرمایا: وہاں کس طرح فیصلے کرو گے؟ حضرت معاذ نے جواب دیا: قرآن کے مطابق فیصلہ کروں گا، آپ صلی

(۱) (جامع الترمذي، أبواب الأحكام، باب ما جاء في القاضي كيف يقضي: ۱/۲۴۷، سعيد)

تقلید شخصی کا مسئلہ ۱۳۹

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر قرآن میں نہ ملے تو پھر؟" حضرت معاذ نے جواب دیا کہ سنت رسول اللہ کے مطابق فیصلہ کروں گا، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر سنت رسول اللہ میں بھی نہ ملے تو کیا کرو گے؟ حضرت معاذ نے جواب دیا: پھر اجتہاد کروں گا، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ کی ذات قابل تعریف ہے، جس نے اپنے رسول کے فرستادہ کو اس راہ کی توفیق دی جسے وہ پسند کرتا ہے اور اس پر راضی ہے۔"

اہل یمن تو مسلم ہیں، احکام دینیہ سے زیادہ واقف نہیں، ان کی عبادات، مناکحات، معاملات، معاشرت کے فیصلے حضرت معاذ کریں گے، اور اہل یمن اپنے تمام مسائل ان سے دریافت کریں گے، یہی تقلید شخصی ہے۔ ... حدیث کے دو اصول أطيعوا الله وأطيعوا الرسول (صرف قرآن وحدیث) برقرار ... اجتہاد بھی ہوگیا اور اجتہاد قرآن وسنت میں غور وفکر کر کے ہی کیا جائے گا۔ قرآن وحدیث میں غور ... کا کام نہیں۔ یہ کام وہی کرے گا جو علوم پر مکمل دسترس کے علاوہ تقویٰ سے بھی آراستہ ہو اور یہ صفات ... باقی غیر مجتہد تو مجتہد کی تحقیق پر عمل پیرا ہوں گے، یہی تقلید شخصی کا حاصل ہے۔(۱)

تقلید شخصی ثابت کرنے کے لیے مینگل نے جو پانچویں دلیل پیش کی وہ یہ ہے :

"معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے شاگردوں میں سے کچھ لوگوں سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے معاذ کو (قاضی بنا کر) یمن بھیجا، تو آپ نے پوچھا: "تم کیسے فیصلہ کرو گے ؟"
انہوں نے کہا: میں اللہ کی کتاب سے فیصلے کروں گا۔
آپ نے فرمایا: "اگر (اس کا حکم) اللہ کی کتاب (قرآن) میں موجود نہ ہو تو؟"
معاذ نے کہا: تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت سے فیصلے کروں گا۔
آپ نے فرمایا: "اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت میں بھی (اس کا حکم) موجود نہ ہو تو؟"
معاذ نے کہا: (تب) میں اپنی رائے سے اجتہاد کروں گا۔
آپ نے فرمایا: "اللہ کا شکر ہے جس نے اللہ کے رسول کے قاصد کو (صواب کی) توفیق بخشی"۔

مینگل دیوبندی کہتا ہے کہ اہل یمن کم علم تھے، سیدنا معاذ ان کے مسائل کا حل پیش کریں گے اور وہ مسائل کا حل سیدنا معاذ سے دریافت کریں گے، یہی تقلید شخصی ہے۔

پہلی بات:

یہ روایت جامع ترمذی میں موجود ہے اور ضعیف ہے۔ اس کا راوی حارث بن عمرو مجہول ہے اور "رجال من أصحاب معاذ" بھی مجہول ہیں، اس لیے علامہ البانی اور شیخ زبیر علی زئی دونوں نے اس روایت کو ضعیف قرار دیا ہے۔
یہ وہ مقلد ہیں جن کے نزدیک خبرِ واحد، جو اگرچہ صحیح بھی ہو، اس سے بھی احکام ثابت نہیں ہوتے، اور خود تقلید شخصی ثابت کرنے کے لیے ضعیف روایت پیش کر رہے ہیں۔

دوسری بات:
روایت کے متن میں تقلید شخصی کا دور دور تک کوئی نشان نہیں۔ قرآن و سنت سے حل نہ ملنے پر سیدنا معاذ بن جبل کے اجتہاد کرنے کی بات ہے۔
آگے اہل یمن کے سیدنا معاذ کے اجتہاد کی تقلید کرنا مینگل دیوبندی کا اپنا وہم ہے۔ سیدنا معاذ نے یہی تعلیم آگے دینی ہے جس پر خود عمل پیرا ہیں، یعنی کتاب و سنت میں مسئلہ کا حل نہ ملنے پر اجتہاد کرو نہ کہ تقلید کرو، کیونکہ اجتہاد کرنے والا اگر غلطی پر بھی ہو تو ایک اجر کا مستحق ہے۔

اور عامی کا اجتہاد یہ ہے کہ وہ قرآن و سنت کا ماہر عالم تلاش کر کے اس سے مسئلہ کا حل پوچھے، کیونکہ اگر گمراہ عالم سے پوچھے گا تو خود بھی گمراہ ہوگا۔ لہذا عامی اس درجے میں مجتہد ہے کہ کتاب و سنت کے ماہر عالم کو تلاش کرنے کی جدوجہد کرے، مقلد بننے کی شریعت میں گنجائش نہیں ہے۔

پھر یہ تقلید تو تب بنے گی جب اہل یمن سیدنا معاذ کے اجتہاد کو حجت قرار دے کر اس کی پیروی کریں، جبکہ وہاں روایت میں ایسا کچھ بھی نہیں۔

تیسری بات:

اجتہاد جو قرآن و سنت کی نصوص پر ہوتا ہے، جس کا مینگل کو بھی اقرار ہے، اس کو ماننا بھی تقلید نہیں، کیونکہ تقلید کسی کے بے دلیل قول کو حجت ماننے کا نام ہے۔

اگر کسی کا اجتہاد اس بنیاد پر اختیار کرنا کہ اس کے خلاف دلیل مل جانے یا زیادہ قوی موقف مل جانے پر اسے چھوڑ دوں گا، تو یہ تقلید نہیں۔

چوتھی بات:

سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"رہا عالم کی غلطی کا مسئلہ تو (سنو) اگر وہ سیدھے راستے پر بھی (جا رہا) ہو تو اپنے دین میں اس کی تقلید نہ کرو۔"

(اس قول کی سند حسن ہے)

سیدنا معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ خود لوگوں کو تقلید سے منع کرتے رہے ہیں اور یہ مینگل دیوبندی سیدنا معاذ بن جبل کی ہی تقلید کروا رہا ہے لوگوں سے۔ جو خود لوگوں کو تقلید سے منع کرے، وہ اپنی تقلید کیسے کرنے دے گا؟

آخری بات:

مینگل دیوبندی کہتا ہے کہ اس روایت میں قرآن و سنت کے علاوہ اجتہاد کا بھی ذکر ہے اور اہل حدیث اپنے دو اصول کا نعرہ لگاتے ہیں: قرآن و سنت کی پیروی، جبکہ روایت میں تیسرے اجتہاد کا بھی ذکر ہے۔

اہل حدیث کے بنیادی اصول دو ہی ہیں: قرآن و سنت۔ اجماع و اجتہاد یہ ذیلی مآخذ ہیں۔
اس کے بھی اہل حدیث ہی قائل ہیں کہ قرآن و سنت میں صراحتاً مسائل کا حل نہ ملے تو اجتہاد کیا جائے، جبکہ مقلدوں نے تو چوتھی صدی کے بعد اجتہاد کا دروازہ بند کر دیا اور مقلد کے لیے اجتہاد کرنا ناجائز ہے۔

جبکہ مقلد مینگل کی پیش کردہ روایت میں اجتہاد کرنے کا ذکر ہے، تو یہ روایت خود مقلدوں کے ہی خلاف ہے۔
اگر مینگل دیوبندی کہے کہ مقلد بھی اجتہاد کر سکتا ہے، تو پھر ہمارا مقدمہ ثابت ہوا کہ عامی بھی کسی نہ کسی درجے میں مجتہد ہے، مقلد بننے کی شریعت میں گنجائش نہیں۔

مقلد اجتہاد کر کے مقلد ہی رہتا ہے، یہ بھی عجیب معاملہ ہے! جیسا کہ آج کل کے دیوبندی مولوی جدید مسائل میں اجتہاد کر رہے ہوتے ہیں، مگر پھر بھی خود کو مقلد ہی کہتے ہیں۔
اب یہ مقلد بننے والا ذلت کا طوق تم لوگوں کے نصیب میں لکھ دیا گیا ہے تو گلے میں ڈالے رکھو، ہم کیا کر سکتے ہیں!

منظور مینگل دیوبندی کی تقلید شخصی پر چھٹی دلیل کا جائزہ

تحفۃ المناظر ۱۴۲ تقلید شخصی پر

الکافۃ عن الکافۃ غنوا بصحتھا عندھم عن طلب الإسناد لھا، فکذلک حدیث معاذ لما احتج[...] جمیعاً غنوا عن طلب الإسناد لہ"(۱)۔

"عبادہ بن نسی اس حدیث کو عبدالرحمن بن غنم کے واسطے حضرت معاذ سے نقل کرتے ہیں اور یہ متصل سند ہے، اس کے رواۃ بھی عادل وثقہ ہیں، مزید یہ کہ اہل علم اس حدیث کو نقل کرتے ہیں اور قابل استدلال سمجھتے ہیں، ان امور کی وجہ سے ہم یہی سمجھتے ہیں یہ حدیث ان کے ہاں صحیح ہے (اگر صحیح نہ ہوتو کیونکر اسے نقل کرتے اور کیونکر اس سے استدلال کرتے) جیسا کہ علماء امت کی نقل واستدلال کی بناء پر ہم "لاوصیۃ لوارث" کو صحیح قرار دیتے ہیں۔ یہ احادیث اگرچہ سنداً اس پائے کی نہیں لیکن جب جماعت در جماعت سے منقول ہوتی چلی آرہی ہیں تو اسی صحت کی وجہ سے ان کی سندوں میں بحث کی چنداں ضرورت نہیں، اسی طرح حدیث معاذ بھی ہے۔ جب علماء کی ایک جماعت اس سے استدلال کرتی ہے تو سند پر بحث کی خاص ضرورت نہیں"۔

عبدالرحمن بن غنم کے متعلق ابن عبدالبر اندلسی فرماتے ہیں: نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا زمانہ پایا مگر ملاقات نہ ہو سکی۔ حضرت معاذ کے ساتھی تھے اور حضرت عمر سے ان کا سماع ہے: "وکان من أفقہ أھل الشام"(۲)

چھٹی دلیل

"کتب عمر إلی شریح اقض بما فی کتاب اللہ، فإن لم تجد فبما فی سنۃ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم، فإن لم تجد فبما قضی بہ الصالحون"(۳)۔

"حضرت عمر نے قاضی شریح کو لکھا کہ قرآن کے مطابق فیصلہ کرو، اگر قرآن میں نہ ملے تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق فیصلہ کرو، اگر سنت رسول میں بھی نہ ملے تو ماضی کے صلحاء نے جس طرح فیصلے کیے ہوں اس طرح فیصلہ کرو"۔

تقلید شخصی یہی ہے کہ علمائے سابقین کی آراء پر عمل کیا جائے۔

(۱) (اعلام الموقعین، حدیث معاذ: ۱/۱۵۵، دار الکتب العلمیۃ)۔
(۲) (تہذیب التہذیب: ۶/۲۵۰، دار صادر بیروت، تہذیب الکمال: ۱۷/۳۴۲، مؤسسۃ الرسالۃ)۔
(۳) (جامع بیان العلم وفضلہ، باب اجتہاد الرأی علی الأصول: ۲/۸۴۶، دار ابن الجوزی)۔

مینگل دیوبندی تقلید شخصی ثابت کرنے کے لیے چھٹی دلیل یہ پیش کرتا ہے کہ:

"سیدنا عمر نے قاضی شریح کو لکھا کہ قرآن کے مطابق فیصلہ کرو۔ اگر قرآن میں نہ ملے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی سنت کے مطابق فیصلہ کرو۔ اگر سنت رسول میں بھی نہ ملے تو ماضی کے صلحاء نے جس طرح فیصلے کیے ہوں اس طرح فیصلہ کرو۔"
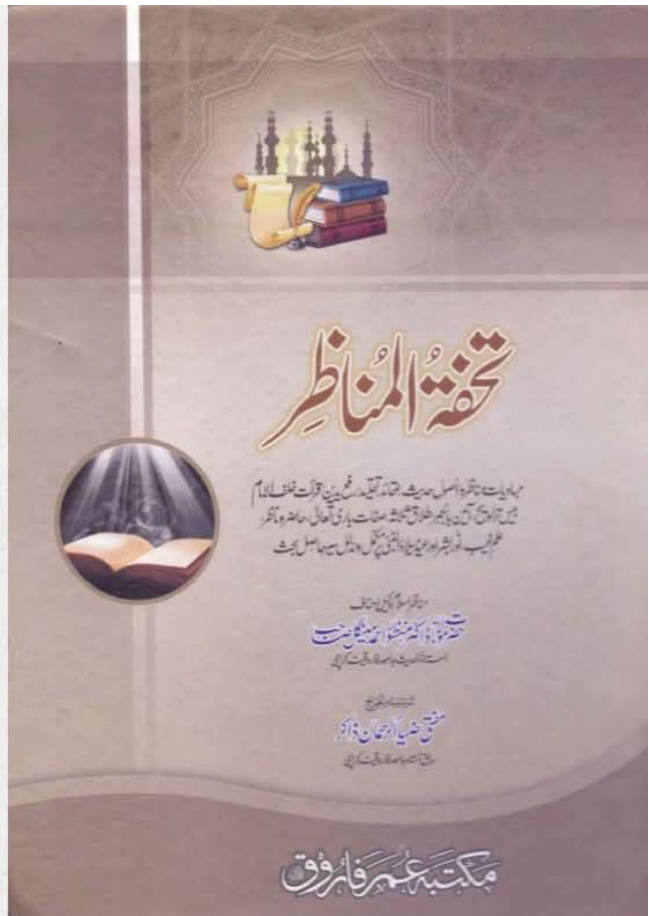
مینگل کہتا ہے کہ تقلید شخصی یہی ہے کہ علماء سابقین کی آراء پر عمل کیا جائے۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ سیدنا عمر نے پہلے قرآن سے، پھر سنت سے، پھر علماء صالحین کے طرز پر فیصلے کرنے کا لکھا قاضی شریح کو۔ اگر یہ تقلید کرنے کی بات ہوتی تو مقلد کے لیے قرآن و سنت سے استدلال و استنباط جائز نہیں۔ لہذا سیدنا عمر کا قرآن و سنت کے مطابق فیصلہ کرنے کا کہنا تقلید کی نفی ہے۔

دیوبندیوں کے مفتی رشید احمد لدھیانوی صاحب کہتے ہیں:

''اس لئے کہ ہم امام رحمہ اللہ تعالی کے مقلد ہیں، اور مقلد کے لئے قولِ امام حجت ہوتا ہے نہ کہ ادلہ اربعہ، کہ ان سے استدلال وظیفہ مجتہد ہے۔''

رشید لدھیانوی کے مطابق ادلہ اربعہ (قرآن و سنت، اجماع و قیاس) سے استدلال مجتہد کا کام ہے، مقلد کا نہیں۔ لہذا قاضی شریح کو سیدنا عمر کا قرآن و سنت کے مطابق فیصلے کا کہنا اس کی دلیل ہے کہ یہ تقلید نہیں۔

دوسری بات، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے یہ فرمایا کہ علماء سابقین کے طرز پر فیصلے کرنا۔ یہ مینگل دیوبندی کے ہاتھ کی صفائی ہے کہ اسے علماء سابقین کی آراء بنا دیا۔ علماء سابقین کی طرز پر فیصلے کرنے کا مطلب: جیسے علماء سابقین نے قرآن و سنت سے مسائل کا حل نہ ملنے پر اجتہاد کیا، تم بھی کرنا۔ اس کا یہ مطلب نہیں جو مینگل نے بنا لیا کہ علماء سابقین کی ذاتی آراء اختیار کرنا۔

تیسری بات، سیدنا عمر نے علماء سابقین کا طرز اختیار کرنے کا کہا، نہ کہ کسی ایک عالم کی رائے اختیار کرنے کا۔ جبکہ تقلید شخصی ایک عالم کی ہوتی ہے، ساری امت کے علماء کی نہیں۔ یہ تقلید شخصی بنا دی مینگل دیوبندی نے۔

تقی عثمانی دیوبندی صاحب کہتے ہیں:

"اور دوسری صورت یہ ہے کہ تقلید کے لیے کسی ایک مجتہد عالم کو اختیار کیا جائے اور ہر ایک مسئلے میں اسی کا قول اختیار کیا جائے، اسے تقلید شخصی کہا جاتا ہے۔" (تقلید کی شرعی حیثیت - تقی عثمانی دیوبندی)

اب تقی عثمانی دیوبندی کی تقلید شخصی کی تعریف دیکھ لیں، اور مینگل دیوبندی کی تقلید شخصی کی دلیل۔

چوتھی بات، یہ امام ابو حنیفہ کے بارے میں بھی منقول ہے کہ وہ سب سے پہلے قرآن سے مسئلہ تلاش کرتے، وہاں نہ ملتا تو سنت رسول سے، اور اگر سنت میں بھی نہ ملتا تو آثار صحابہ سے۔

یہی کام سیدنا عمر نے قاضی شریح کو کرنے کا کہا ہے۔ تو مینگل صاحب! تمہارا امام مجتہد اور غیر مقلد، اور قاضی شریح سیدنا عمر کے ارشاد کے تحت تقلید کرنے والا مقلد؟ یہ کیسے بن گیا؟

یا تو تمہارا امام اعظم بھی تقلید کرنے والا مقلد ہے، اور اگر وہ مقلد نہیں تو پھر یہ تمہاری خود ساختہ دلیل تقلید کی نفی کرتی ہے نہ کہ تقلید کا إثبات۔

منظور مینگل دیوبندی کی تقلید شخصی پر ساتویں اور آٹھویں دلیل کا جائزہ

تحفۃ المناظر

مکتبہ عمر فاروق

تقلید شخصی کا مسئلہ ۱۴۳

"وابن عباس كان يفتي بما في الكتاب ثم بما في السنة ثم بسنة أبي بكر وعمر لقوله صلى الله تعالى عليه وسلم: اقتدوا باللذين من بعدي أبي بكر وعمر"(۱).

"حضرت ابن عباس اولاً قرآن کے مطابق فیصلہ کرتے، اگر قرآن میں صراحت نہ ہوتی تو سنت رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مطابق، اگر سنت میں بھی صراحت نہ ملتی تو حضرت ابوبکر عمر کے فیصلوں کے مطابق فیصلہ کرتے تھے۔ کیونکہ ارشادِ نبوی ہے: میرے بعد ان دونوں کی پیروی کرنا (جو میرے جانشین ہوں گے) ابوبکر و عمر"۔

...ویں دلیل

"وقال ابن عبدالملك بن أبي سليمن: سمعت سعيد بن جبير يقول: تستفتوني وفيكم ... النخعي"(۲).

تقلید شخصی پر واضح دلیل ہے کیونکہ حضرت ابراہیم نخعی اعلم تھے اور اعلم ہی کی بات پر اعتماد کیا جاتا ہے اور ہم ...حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کو اعلم سمجھتے ہیں، لہٰذا انہی کی تحقیق پر اعتماد کرتے ہیں۔

کہتے ہیں کہ صحابہ کرام امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ سے اعلم تھے وہ زیادہ لائق تقلید ہیں۔ جواب یہ ہے کہ ... انہی ارشادات پر عمل پیرا ہیں، جو پیارے پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے نکلے اور جو صحابہ ... رضوان اللہ علیہم اجمعین کے معمول بہا ہیں۔ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ نے ان مسائل کو یکجا کر کے منقح اور مدون ... شریعت ایجاد نہیں کی، لہٰذا یہ اعتراض فضول ہے کہ ہم صحابہ کرام کی تقلید کیوں نہیں کرتے۔ کہاں صحابہ کا ... امام ابوحنیفہ کہ ہم امام ابوحنیفہ کو ترجیح دیں۔ أعاذنا الله منه.

...ویں دلیل

... شعيب ابن الحبحاب: قال لي الشعبي: عليك بذلك الأصم يعني ابن سيرين"(۳).

"شعیب کہتے ہیں کہ شعبی نے مجھے کہا ابن سیرین کو لازم پکڑو"۔

... الفتاوى: ۱۹/۱۰۹، مكتبة العبيكان).

... الحفاظ: ۱/۷٤، دار إحياء التراث العربي).

... الحفاظ: ۱/۷۸، دار إحياء التراث العربي).

مینگل دیوبندی امام ذھبی رحمہ اللہ کی کتاب تذکرۃ الحفاظ سے دو بے سند اقوال نقل کرکے تقلید شخصی یوں ثابت کرتا ہے کہ:

"عبدالملک بن سلیمان بیان کرتے ہیں کہ میں نے سعید بن جبیر کو یہ بیان کرتے ہوئے سنا کہ تم لوگ مجھ سے فتویٰ مانگتے ہو حالانکہ تم میں ابراہیم نخعی موجود ہیں۔"

مینگل دیوبندی کہتا ہے کہ یہ تقلید شخصی کی واضح دلیل ہے کیونکہ ابراہیم نخعی اعلم تھے اور اعلم کی بات پر اعتماد کیا جاتا ہے، اور ہم بھی امام ابو حنیفہ کو اعلم سمجھتے ہیں اس لیے ان کی تحقیق پر اعتماد کرتے ہیں۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ دلیل ہی نہیں، علماء کے ذاتی اقوال دلیل نہیں ہوتے۔

دوسری بات یہ ہے کہ اس میں تقلید شخصی کا نام و نشان نہیں، اور مینگل دیوبندیوں کو پھدو لگانے کے لیے اس سے تقلید شخصی نکال رہا ہے اور کہتا ہے کہ یہ تقلید شخصی کی واضح دلیل ہے۔

سعید بن جبیر نے کہا: میرے بجائے ابراہیم نخعی سے فتویٰ لو۔ تو اس سے تقلید شخصی کیسے ثابت ہو گئی؟ تقلید شخصی تو تب ثابت ہو گی جب یہ ثابت کیا جائے کہ ابراہیم نخعی بے دلیل فتوے دیتے تھے، اپنی ذاتی رائے سے، اور آگے لوگ ان کے اقوال کو حجت سمجھتے ہوئے مانتے تھے، جیسے کہ مقلدین کا طریقہ تقلید ہے۔ وہاں تو تقلید شخصی کی نفی ہے کہ لوگ ابراہیم نخعی کی موجودگی میں ان سے فتوے نہیں لے رہے تھے اور سعید بن جبیر سے پوچھ رہے تھے۔

تیسری بات یہ ہے کہ مینگل دیوبندی کہتا ہے کہ اعلم کی بات پر اعتماد کیا جاتا ہے۔ اس کا مطلب دیوبندیوں میں جو اعلم نہیں، اس کی بات پر اعتماد نہیں کیا جا سکتا؟

رسول پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو ایک اعرابی نے عرض کی کہ میں نے چاند دیکھا ہے، رسول پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے سیدنا بلال کو حکم دیا کہ لوگوں میں اعلان کر دو کہ کل روزہ ہے۔

اب یہاں رسول پاک نے اعرابی کے قول پر اعتماد کیا۔ تو کیا یہ تقلید ہے رسول پاک کی اعرابی کی؟

اللہ پاک کا فرمان ہے:
وَفَوْقَ كُلِّ ذِي عِلْمٍ عَلِيمٌ
ہر ذی علم پر فوقیت رکھنے والا دوسرا ذی علم موجود ہے۔

مینگل کے منطق مان لیں تو ہر کوئی ہی مقلد ٹھہرے گا، کیونکہ ہر علم والے کے اوپر ایک علم والا موجود ہے، اور اعلم پر اعتماد کرنا مینگل دیوبندی کے مطابق واضح تقلید شخصی ہے۔

مینگل دیوبندی کہتا ہے: ہم امام ابو حنیفہ کو اعلم سمجھتے ہیں اس لیے ان کی تحقیق پر اعتماد کرتے ہیں۔ کیوں جی؟ امام ابو حنیفہ کے اوپر علم والا کوئی نہیں؟ اور تم اس اوپر والے پر اعتماد کر کے اس کی تقلید کیوں نہیں کرتے؟

مینگل! تیری بونگیاں فیس بکی مقلدوں والی ہیں، کوئی اہل علم والی بات ہی نہیں تجھ میں۔

مینگل دیوبندی کی آٹھویں اور آخری دلیل تقلید شخصی پر یہ ہے کہ:

"شعیب کہتے ہیں کہ شعبی نے مجھے کہا کہ ابن سیرین کو لازم پکڑو۔"

"عن اللحمي عن أبيه أن عمر بن الخطاب خطب الناس بالجابية، فقال: من أراد أن يس
عن الفرائض فليأت زيد بن ثابت، ومن أراد أن يسأل عن الفقه فليأت معاذ بن جبل، ومن
المال فليأتني"(١).

"لحمی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن الخطاب نے جابیہ نامی مقام میں لوگوں سے خطاب کرتے ہوئے کہا: جو میراث کے متعلق کچھ پوچھنا چاہتا ہے تو زید بن ثابت سے پوچھے اور جو فقہ سے متعلق پوچھنا چاہے تو معاذ بن جبل سے پوچھے اور جو مال چاہتا ہے میرے پاس آئے"۔

صحابہ کرام کی بڑی تعداد موجود ہے لیکن پھر بھی میراث کے مسائل صرف زید بن ثابت اور فقہ کے مسائل معاذ بن جبل سے پوچھے جائیں، تقلید شخصی نہیں تو کیا ہے؟

علاوہ ازیں مکہ مدینہ، شام، یمن، کوفہ، مصر وغیرہ میں اہل علم وفضل کی ایک بڑی جماعت موجود تھی، اہل فتویٰ جن کے اقوال پر امت عمل پیرا ہو وہ چند ہیں، جن کی تفصیل علامہ ابن قیم رحمہ اللہ نے "اعلام الموقعین" میں بیان کی ہے (٢)۔ یہ سب تقلید شخصی کی صورتیں ہیں۔

مذاہب اربعہ پھر ایک امام کی تخصیص

خیر القرون میں دینداری غالب تھی۔ تتبع رخص کا وجود نہ تھا، کسی بھی مجتہد عالم سے مسئلہ دریافت کر کے عمل کیا جاتا۔

علامہ آمدی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "إنه لم تزل العامة في زمن الصحابة والتابعين قبل حدوث المخالفين يستفتون المجتهدين ويتبعونهم في أحكام الشريعة"(٣).

"مخالفین کے ظہور سے قبل صحابہ وتابعین کے دور میں عام معمول یہ تھا کہ لوگ مجتہدین سے مسائل دریافت کرتے اور احکام شریعت میں ان کی پیروی کرتے تھے"۔

---

(١) (اعلام الموقعين، فصل الصحابة الذين انتشر عنهم الدين والفقه: ١/٣٠، دار الجليل).

(٢) (اعلام الموقعين: ١/٣٠-٤٠، دار الجيل).

(٣) (الإحكام في أصول الأحكام: ٤/١٩٨، موسسة الحلبي القاهرة).

یہ بھی دلیل نہیں کیونکہ عالم کا ذاتی قول ہے۔ پھر اس عبارت کا اصل ترجمہ یہ ہے کہ:

"شعیب کہتے ہیں کہ شعبی نے مجھے کہا کہ اس بہرے، یعنی ابن سیرین، کو لازم پکڑو۔"

اب شعبی پتہ نہیں کس تناظر میں ابن سیرین کو "بہرا" کہہ کر انہیں لازم پکڑنے کا مشورہ دے رہے، لیکن مینگل دیوبندی اس سے تقلید شخصی نکال رہا ہے۔ عجیب جہالت ہے۔

مینگل دیوبندی نے تقلید شخصی پر اپنی طرف سے آٹھ دلائل پیش کیے ہیں اپنی کتاب میں، اور خیر سے آٹھوں دلیلوں میں ایک میں بھی "تقلید" کا لفظ نہیں۔ اور مینگل ان سے اپنے مقلدانہ فہم سے تقلید شخصی نکالتا رہا، جس پر مینگل کی جہالت ہم نے واضح کر دی۔ تقلید کا لفظ تو درکنار، تقلید کا مفہوم بھی نہیں پایا گیا مقلد مولوی مینگل کے آٹھوں دلائل میں۔

یہ دیوبندیوں کے اس وقت کے سب سے بڑے عالم کی جہالت کا عالم ہے، تو ان کے عام مولوی کتنے بڑے جاہل ہوں گے، اس بڑے مولوی کی جہالت سے ہی اندازہ لگا لیں۔

لطیفہ: مینگل دیوبندی نے تقلید شخصی ثابت کرنے کے لیے جو آٹھ دلائل بنائے ہیں، سب کا تعلق خیرالقرون سے ہے۔ اور اپنی طرف سے تقلید شخصی ثابت کرنے کے بعد آخر میں خود ہی خیرالقرون میں تقلید شخصی کے وجود کا انکار کر دیا۔

مینگل کہتا ہے:

"خیرالقرون میں کسی بھی مجتہد عالم سے مسئلہ دریافت کرکے اس پر عمل کر لیا جاتا (یعنی ایک ہی مجتہد عالم کا ہر مسئلے میں قول نہیں لیا جاتا تھا)"

اور تقی عثمانی دیوبندی کے مطابق تقلید شخصی یہ ہے کہ:

"ایک ہی مجتہد عالم کو اختیار کرکے ہر مسئلے میں اس کے قول کو اختیار کیا جائے، اسے تقلید شخصی کہتے ہیں۔"
(تقلید کی شرعی حیثیت — تقی عثمانی دیوبندی)

کیا صحابہ کرام مقلد تھے

لی۔ تحقیق اور نقل تحقیق میں فرق ہے، التحقیق هو إثبات المسئلة بالدليل، تدقیق اس سے بھی مشکل ہے، استناد شدہ دلیل کو کسی اور دلیل سے مؤید کرنا إثبات الدليل بالدليل اور اجتہاد کی بات ہی اور ہے۔

صحابہ کرام بھی مقلد تھے

جب یہ بات ثابت ہوگئی کہ تقلید اور اتباع ایک ہی چیز ہے تو ہم کہتے ہیں کہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین متبع بھی تھے اور مقلد بھی۔ علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "فإن علم أن مقلده مصيب— كتقليد الرسول أو أهل الإجماع— فقد قلده بحجة"(١)۔

"اگر مقلد کو یقین ہو کہ وہ جس کی تقلید کر رہا ہے وہ خود راہ راست پر ہے تو یہ تقلید درست ہے کہ تقلید مع الدلیل ہے جیسے صحابہ کرام کا رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی تقلید کرنا اور عام مؤمنین کا اہل اجماع کی تقلید کرنا"۔

كتقليد الرسول اضافت المصدر إلى الفاعل یعنی تقليد الرسول الصحابة کا قائل تو کوئی بھی نہیں لامحالہ اضافة المصدر إلى المفعول مانیں گے اور فاعل محذوف ہوگا کہ "كتقليد الصحابة الرسول" صحابہ مقلد

(١) (مجموعة الفتاوى: ١٤/٢٠، مكتبة العبيكان)۔

مسئلۃ التقلید ١١٥

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مقلد ہوئے۔

علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ کی عبارت اس پر بھی دلالت کرتی ہے کہ اہل اجماع کی تقلید درست ہے کیونکہ وہ تقلید صحیح ہے، اور ائمہ اربعہ کے اہل اجماع ہونے میں شک نہیں، لہٰذا ائمہ اربعہ کی تقلید درست ہے، نیز اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ تقلید علی الاطلاق مذموم نہیں بلکہ تقلید محمود بھی ہوتی ہے۔

شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "فاعلم أن الصحابة لايقلدون إلا صاحب الشرع" (١)

واضح رہے کہ صحابہ کرام صرف رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی تقلید کرتے تھے۔ صراحتاً صحابہ کو مقلد قرار ... تقلید اور اتباع میں فرق ہے تو پھر آپ ان عبارتوں کے متعلق کیا کہیں گے۔ صحابہ تو مقلد تھے ہی لیکن اگر اس سے قدم آگے بڑھ کر کہا جائے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی مقلد تھے تو اس کی بھی گنجائش ہے، نبی پر اپنی ذات ... لازم ہے، جس طرح دوسروں کے لئے لازم ہے کہ نبی کی بیان کردہ باتوں کی تصدیق کریں اسی طرح نبی بھی ... کا مامور ہے کہ اپنی بیان کردہ باتوں کو حق اور سچ جانے، تو نبی اپنی ذات کا متبع اور مقلد ہوا۔ (٢)

ساون کے اندھے کو جیسے ہر طرف ہرا ہرا ہی نظر آتا ہے، اسی طرح مقلد کو ہر کوئی مقلد ہی نظر آتا ہے۔ انہی اندھوں میں ایک منظور مینگل دیوبندی بھی ہے جو صحابہ کرام کو مقلد کہتا ہے بلکہ ساتھ رسول پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو بھی مقلد کہتا ہے۔

یہ بہت بڑی گستاخی ہے دیوبندی مقلد مولوی کی رسول پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور صحابہ کرام کی شان اقدس میں کہ مقلد جیسا گھٹیا لفظ جو جانوروں کے لیے استعمال ہوتا ہے ان مقدس شخصیات کے لیے استعمال کر رہا ہے یہ دیوبندی مولوی۔

مینگل دیوبندی اپنی مقلدانہ جہالت بکھیرتے ہوئے لکھتا ہے:

"صحابہ کرام تو مقلد تھے ہی اگر اس سے ایک قدم آگے بڑھ کر یہ کہا جائے کہ رسول پاک بھی مقلد تھے تو اس کی بھی گنجائش ہے، نبی پر اپنی ذات کی اتباع لازم ہے...... تو نبی بھی اپنی ذات کا متبع و مقلد ہوا"

اس جاہل مُلاں کو تقلید کی تعریف کا ہی علم نہیں تبھی اس نے صحابہ کرام اور رسول پاک کو بھی مقلد کہہ دیا۔ تقلید تو ایسے امتی کی بے دلیل بات کو حجت ماننا ہے جس کا قول مآخذ شریعت میں سے نہیں، دلیل کی پیروی تقلید نہیں۔

ایسے تو پھر ان کا بنایا ہوا امام اعظم بھی مقلد ٹھہرا۔ اب اپنے امام اعظم کو یہ مجتہد مطلق کہے اور صحابہ کرام اور رسول پاک کو مقلد کہے تو اس سے بڑا گستاخ کون ہے۔

مینگل دیوبندی کا حکیم الامت اشرف علی تھانوی دیوبندی کہتا ہے:

"تقلید کہتے ہیں امتی کا قول ماننا بلادلیل، اللہ اور رسول اللہ کا حکم ماننا تقلید نہیں کہلائے گا وہ اتباع کہلائے گا"

(ملفوظات حکیم الامت، 3، 159)

سرفراز خان صفدر دیوبندی لکھتا ہے:

"اصطلاحی طور پر تقلید کا یہ مطلب ہے کہ جس کا قول حجت نہیں اس کے قول پر عمل کرنا"

(الکلام المفید، ص، 35)

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ دلیل کی پیروی تقلید نہیں، بلکہ جس کا قول مآخذ شریعت میں سے نہیں اس کا بلا دلیل قول ماننا تقلید ہے۔ تو صحابہ کرام رسول پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے فرمودات یعنی دلیل کی پیروی کرتے تھے تو یہ مقلد نہیں بلکہ متبع رسول ہیں۔

ابن شہاب زہری بیان کرتے ہیں، انہوں نے کہا کہ مجھے سالم نے خبر دی کہ حجاج بن یوسف جس سال عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے لڑنے کے لیے مکہ میں اترا تو اس موقع پر اس نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ عرفہ کے دن وقوف میں آپ کیا کرتے تھے؟

اس پر سالم رحمہ اللہ بولے کہ اگر تو سنت پر چلنا چاہتا ہے تو عرفہ کے دن نماز دوپہر ڈھلتے ہی پڑھ لینا۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ سالم نے سچ کہا، صحابہ رضی اللہ عنہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق ظہر اور عصر ایک ہی ساتھ پڑھتے تھے۔

میں نے سالم سے پوچھا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اسی طرح کیا تھا؟ سالم نے فرمایا: صحابہ کرام سنت کے علاوہ کسی اور چیز کی پیروی کرتے ہیں؟
(صحیح بخاری، 1662)

یہ استفہام انکاری ہے یعنی سنت کے علاوہ کسی اور چیز کی پیروی نہیں کرتے تھے صحابہ کرام۔

اسی لیے ادریس کاندھلوی دیوبندی نے کہا:
"تمام صحابہ کرام تو اہل حدیث تھے"
(اجتہاد و تقلید کی بیمثال تحقیق، ص، 48)

اللہ پاک نے قرآن میں بیان فرمایا:
قُلْ إِنَّمَا أُنذِرُكُم بِالْوَحْيِ وَلَا يَسْمَعُ الصُّمُّ الدُّعَاءَ إِذَا مَا يُنذَرُونَ
(الأنبياء، 45)
"اے نبی کہہ دیجیے، میں تمہیں اللہ کی وحی کے ذریعے آگاہ کر رہا ہوں مگر بہرے لوگ بات نہیں سنتے جب انہیں آگاہ کیا جائے"

آیت میں "إنما" حصر ہے جس کا مطلب ہے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی دعوت صرف وحی کے دائرے کے اندر اندر ہے۔

اسی طرح قرآن پاک میں دوسرے مقام پر ہے:
إِنْ أَتَّبِعُ إِلَّا مَا يُوحَىٰ إِلَيَّ
(الأنعام، 50)
"میں تو صرف اسی کی پیروی کرتا ہوں جو میری طرف وحی کی جاتی ہے"

معلوم ہوا رسول پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم خود بھی اور دوسروں کو بھی صرف وحی کی پیروی کی دعوت دیتے تھے، اور وحی کی پیروی تقلید نہیں، اس لیے نہ رسول پاک اور نہ ہی صحابہ کرام مقلد تھے۔

یہ تقلید کی لعنت کا طوق شر القرون میں امت پر پڑا ہے۔

مقلد کی تحقیق

تحفة المناظر ۱۲۲ مسئلہ تقلید

تعیین علل مجتہد کا کام ہے

اگر کوئی کہے کہ علت اسکار نکالنا اور حکم کو بھنگ کی طرف منتقل کرنا آسان ہے، اس کے لئے مجتہد کی کیا ضرورت؟ اس کا جواب یہ ہے کہ علت کی تعیین کہ یہ علت حقیقی ہے یا سبب قریب؟ یہ حکم معلول بعلتین ہے یا بعلۃ واحدۃ وغیرہ صرف مجتہد ہی کرسکتا ہے، غیر مجتہد کے بس کی بات نہیں۔

ایک کی ہی تقلید کیوں

اگر اولی الامر سے امراء مراد لئے جائیں تو اولی الامر جمع کا صیغہ ہے، آپ کتنے امیروں کے قائل ہیں ظاہر ہے کہ ایک ہی امیر ہوگا۔ ''مسلم شریف'' کی حدیث میں ہے: ''ایک امام کی موجودگی میں اگر دوسرا امامت کا دعویٰ کرے تو اسے قتل کیا جائے گا''(۱)۔

اسی طرح ائمہ فقہاء میں سے بھی صرف ایک کی تقلید کی جائے گی یعنی جو علم وتقویٰ کے لحاظ سے برتر ہو، ہماری تحقیق کے مطابق امام ابوحنیفہ اس معیار پر پورے اترتے ہیں، لہذا ہم ان کی تقلید کرتے ہیں۔

غیر مقلدین بھی تقلید میں مبتلا ہیں

چار ائمہ کو منتخب کرکے پھر کسی ایک امام کو مختص کرنا مقلدین کا تفرد نہیں، غیر مقلدین بھی اسی طرح کرتے ہیں لیکن انداز کچھ اور ہے، غیر مقلدین بھی اپنے عام علماء اور بڑے علماء کو برابر نہیں سمجھتے، جتنا اعتماد انہیں اپنے بڑے علماء پر ہے عام علماء پر نہیں، بڑے علماء میں بھی فرق کرتے ہیں اور یہ فرق صرف اس وجہ سے ہے کہ وہ اپنے بڑے علماء کو علم وتقویٰ کی بناء پر زیادہ قابل اعتماد سمجھتے ہیں، اسی لئے عام علماء کے فتاویٰ جمع نہیں کرتے اور تقلید اسی کا نام ہے کہ اتباع الإنسان غیرہ فی مایقول أو یفعل معتقداً للحقیة من غیر نظرٍ إلی الدلیل.

غیر مقلدین کے دلائل خود تقلید پر مبنی ہیں، کیونکہ وہ کہتے ہیں امام ابوحنیفہ نے فلاں مسئلے میں حدیث صحیح کی مخالفت کی، جب ان سے کہا جاتا ہے کہ آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ یہ حدیث صحیح ہے؟ تو کہتے ہیں حافظ ابن حجر وفلاں فلاں نے اس کی تصحیح کی۔ یہ خود تقلید ہے کہ حافظ ابن حجر وغیرہ کی بات تسلیم کرتے ہیں۔ یہاں دوہرا معیار کہ ائمہ اربعہ کی تقلید حرام وشرک قرار پائے اور حافظ ابن حجر ودیگر محدثین کی تقلید سر آنکھوں پر۔

(۱) (الصحیح لمسلم، کتاب الإمارة، باب إذا بویع لخلیفتین: ۲/۸۲۸، قدیمی).

منظور مینگل دیوبندی لکھتا ہے:

"اسی طرح ائمہ فقہاء میں سے بھی صرف ایک کی تقلید کی جائے گی یعنی جو علم و تقوی کے لحاظ سے برتر ہو، ہماری تحقیق کے مطابق امام ابو حنیفہ اس معیار پر پورے اترتے ہیں لہذا ہم ان کی تقلید کرتے ہیں"

مقلد مینگل دیوبندی صاحب کہتے ہیں کہ ہماری تحقیق کے مطابق امام ابو حنیفہ علم و تقوی میں باقی ائمہ سے برتر ہیں اس لیے ہم ان کی تقلید کرتے ہیں۔

ہمارا مینگل دیوبندی سے سوال ہے کہ تم نے مقلد ہونے کے باوجود کیسے تحقیق کی جس کے مطابق تم اس نتیجے پر پہنچے کہ امام ابو حنیفہ علم و تقوی میں باقی ائمہ سے برتر ہیں اس لیے ان کی تقلید کی جانی چاہیے؟

اس کے لیے لازم ہے کہ تمام ائمہ کے اقوال اور ان کے دلائل کا علم ہو، لازم ہے کہ تمام ائمہ کے اصول و قواعد اور طریقہ استنباط و اجتہاد کا علم ہو، پھر لازم ہے کہ تمام ائمہ کے متعارض دلائل میں ترجیح کی اہلیت رکھتا ہو، وغیرہ وغیرہ۔

یہ مجتہد والے کام مقلد کر کے پھر بھی مقلد کا مقلد ہی رہتا ہے۔ مثلا باقی ائمہ چھوڑیں ہم ائمہ اربعہ کو ہی لے لیتے ہیں۔ مینگل مقلد نے تحقیق کے بعد یہ جانا کہ امام ابو حنیفہ ائمہ اربعہ میں برتر ہیں اس لیے ان کی تقلید کی جائے۔

اب مینگل مقلد نے اس تحقیق میں ائمہ اربعہ کے بیان کردہ تمام مسائل اور ان کے دلائل کو جانا۔ یہ جاننے کے بعد امام ابو حنیفہ کے دلائل کو ترجیح دی اور ان کی تقلید کرنے لگا۔ ورنہ اور کوئی صورت ہی نہیں امام ابو حنیفہ کو ترجیح دینے کی۔

تو دلائل جان لینے کے بعد تقلید ہوتی ہی نہیں۔ تقلید کی تعریف خود اسی مقلد مولوی کے نزدیک یہ ہے کہ بغیر مطالبہ دلیل، بغیر نظر دلیل کسی کے قول کو لینا تقلید ہے۔

تو جب دلائل پر نظر کی تو تقلید جاتی رہی۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ تحقیق تقلید کی ضد ہے۔ جب تم نے تحقیق کرکے امام ابو حنیفہ کو علم و تقوی میں برتر مانا تو پھر تیرا خود کو مقلد کہنا بنتا ہی نہیں۔

لہذا مقلد تحقیق کر ہی نہیں سکتا اور اگر کرتا ہے تو مقلد نہیں رہتا۔

تقلید اور اتباع کا فرق

تقلید اور اتباع ایک ہی چیز ہے

تقلید کی تعریف میں لفظ "اتباع" موجود ہے، ہمارا دعویٰ یہ ہے کہ تقلید اور اتباع ایک چیز ہے، غیر مقلدین

(۱) (کشاف اصطلاحات الفنون: ۱۱۷۸، بحوالہ الکلام المفید: ۳۱، مکتبۃ صفدریۃ).

اس تعریف پر تبصرہ کرتے ہوئے مولانا امین اللہ پشاوری صاحب عبارات میں تناقض ثابت کرتے ہوئے لکھتے ہیں: کیا صحابہ کرام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دلیل کی طرف بالکل نہیں دیکھا؟ آپ پر بلا دلیل ایمان لائے ہیں۔

الجواب اولاً: جس طرح مولانا امین اللہ پشاوری صاحب حدیث معاذ کے تحت ہم سے مطالبہ کرتے ہیں: آپ بتایئے کہ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کہاں اجتہاد کیا؟ اور انہیں نص نہیں ملی اور یمن والوں نے ان کی تقلید کی ہو۔ اسی طرح ہمارا مطالبہ یہ ہے کہ آپ یہ ثابت کریں کہ تمام صحابہ کرام نے دلیل کو دیکھ کر ایمان قبول کیا اور وہ دلیل کیا تھی؟

ثانیاً: تقلید کا فاعل مقلد اور مفعول ائمہ اربعہ میں سے کوئی ہو اس نسبت میں اور تقلید کا فاعل حضرات صحابہ ہوں اور مفعول جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارک ہو ان دونوں میں فرق ہے۔ کیوں کہ مسلمہ ضابطہ ہے کہ نسبۃ الفعل إلی الفاعل یغایر نسبتہ إلی فاعل آخر ثالثاً: نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا قول وفعل بذات خود دلیل ہے، وہاں کسی اور دلیل خارجی کی ضرورت نہیں کہ اس کا مطالبہ کیا جائے۔

(۲) (شرح المنار: ۲۵۲، بحوالہ الکلام المفید: ۳۸، مکتبۃ صفدریۃ).

(۳) (النامی شرح الحسامی: ۱۹۰، قدیمی).

(٤) (التعریفات: ٤٧، دار المنار). (٥) (قواطع الأدلۃ: ۲/ ۳٤۰، دار الکتب العلمیۃ).

تحفۃ المناظر ۱۰۹ مسئلہ التقلید

...کے قائل نہیں وہ کہتے ہیں کہ تقلید الگ چیز ہے اور اتباع الگ ہے، تقلید مذموم جب کہ اتباع محمود ہے۔(۱)

ہماری دلیل یہ ہے کہ معرَّف اور معرِّف دونوں ایک ہی ہوتے ہیں اور تقلید کی تعریف میں اہل لغت نے لفظ "اتباع" کو ذکر کیا ہے، جیسا کہ تعریفات سے ظاہر ہے، اگر ان دونوں میں فرق ہوتا تو اہل لغت تقلید کی تعریف اتباع سے نہ کرتے۔ "لأن التعریف بالمتغایر لایجوز".

کسی چیز کی تعریف ایسے الفاظ سے کرنا درست نہیں کہ اس چیز اور ان الفاظ کا آپس میں ربط و جوڑ ہی نہ ہو۔

قرآن کریم میں جہاں لفظ اتباع ہے مفسرین نے وہیں تقلید کی بحث کو چھیڑا ہے، حالانکہ وہاں لفظ تقلید موجود نہیں، معلوم ہوا کہ مفسرین بھی تقلید اور اتباع میں فرق نہیں کرتے، اگر فرق ہوتا تو تقلید کی بحث کسی اور جگہ بھی ذکر کرتے تھے۔

اتباع بھی بلا دلیل ہوتا ہے

غیر مقلدین کہتے ہیں کہ تقلید وہ ہے جو بلا دلیل ہو اور اتباع مع الدلیل ہوتا ہے، اس لئے دونوں متغایر ہیں، لیکن یہ بات درست نہیں، ﴿ومن یتبع خطوات الشیطن فإنہ یأمر بالفحشاء والمنکر﴾ [النور: ۲۱]

"جو شخص شیطان کی پیروی کرتا ہے تو اچھی طرح جان لے کہ شیطان بے حیائی اور نامعقول کام ہی کرنے کا حکم دیتا ہے"۔

﴿بل نتبع ما ألفینا علیہ آباءنا﴾ [البقرۃ: ۱۷۰].

منظور مینگل دیوبندی لکھتا ہے:

"تقلید اور اتباع ایک ہی چیز ہے، ہمارا دعویٰ ہے کہ تقلید اور اتباع ایک ہی چیز ہے، غیر مقلدین اس کے قائل نہیں، وہ کہتے ہیں کہ تقلید الگ چیز ہے اور اتباع الگ چیز ہے، تقلید مذموم ہے جبکہ اتباع محمود ہے۔

اتباع بھی بلا دلیل ہوتا ہے۔

غیر مقلدین کہتے ہیں کہ تقلید وہ ہے جو بلادلیل ہو اور اتباع مع دلیل ہوتا ہے، اس لیے دونوں متغایر ہیں، لیکن یہ بات درست نہیں۔

آیت:

"جو شخص شیطان کی پیروی کرتا ہے تو اچھی طرح جان لے کہ شیطان اسے بے حیائی اور نامعقول کام کرنے کا ہی حکم دیتا ہے"۔
مینگل دیوبندی کہتا ہے، اس طرح کی دیگر آیات میں لفظ اتباع موجود ہے لیکن غیر مقلدین بھی اس کے قائل نہیں کہ یہاں اتباع مع الدلیل ہے۔"

پہلی بات تو یہ ہے کہ منظور مینگل خود شیطان کا پیروکار ہے، تو کیا اس کے پاس دلیل نہیں؟ یہ دلیلیں پیش نہیں کر رہا؟ تقلیدِ شخصی ثابت کرنے کے لیے اس کی تقلیدِ شخصی پر آٹھ دلیلوں کا جواب ہم نے دیا ہے، تو معلوم ہوا کہ شیطان کی اتباع کرنے والا بھی دلیل رکھتا اور پیش کرتا ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ اس کی دلیل ناقص و باطل ہے۔

اسی طرح ہر بدعتی، جو کہ شیطان کے پیروکار ہی ہوتے ہیں، اپنے بدعتی نظریات پر دلیلیں رکھتے اور پیش کرتے ہیں، اگرچہ ان کے دلائل باطل ہیں۔ لہذا شیطان کا پیروکار بھی شیطان کی اتباع مع الدلیل ہی کرتا ہے۔

ابراہیم علیہ السلام کا نمرود سے مناظرہ میں، ابراہیم علیہ السلام نے دلیل پیش کی کہ میرا رب وہ ہے جو زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے۔ اس کے جواب میں نمرود کہتا ہے: یہ تو میں بھی کر سکتا ہوں۔ تو اس نے دو قیدی منگوائے، ایک کو قتل کر دیا اور دوسرے کو زندہ چھوڑ دیا۔

اب یہ نمرود نے بھی اپنی طرف سے دلیل ہی پیش کی تھی، ایک کو مار کر اور دوسرے کو زندہ چھوڑ کر۔ لیکن دلیل باطل تھی۔ اس لیے جو کہتا ہے کہ اللہ کے علاوہ بھی کوئی زندہ اور مردہ کر سکتا ہے، تو وہ جھوٹا اور بے دلیل والا ہی کہلائے گا، چاہے نمرود کی طرح کی دلیل پیش کر بھی دے۔

جو اصل دلیل ہے، اسے اللہ پاک نے "برہان" سے تعبیر کیا ہے:

قُلْ هَاتُوا بُرْهَانَكُمْ إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ
(اے نبی! ان سے کہہ دیجیے، اگر تم سچے ہو تو برہان پیش کرو)

یعنی دلیلیں تو شیطان کے پیروکار، اور پیو دادے کے پیروکار بدعتیوں کے پاس بھی ہیں۔ پیو دادے کے پیروکار مشرک عملی تواتر بطور دلیل پیش کرتے تھے، لیکن یہ دلیلیں باطل ہیں، اس لیے انہیں بے دلیل پیروی ہی شمار کیا جاتا ہے۔ لیکن "برہان" ان کے پاس نہیں ہے، برہان صرف وحی کی اتباع کرنے والوں کے پاس ہے۔

اسی طرح اللہ پاک نے فرمایا:

وَاِنَّ الشَّيٰطِيْنَ لَيُوْحُوْنَ اِلٰى اَوْلِيٰٓـئِهِمْ لِيُجَادِلُوْكُمْ
(شیطان اپنے دوستوں کی طرف وحی بھیجتے ہیں تاکہ وہ تم سے جھگڑا کریں)

تو جیسے اللہ کی وحی کی پیروی اس کے مومن بندے کرتے ہیں، ایسے ہی شیطان کی وحی کی پیروی اس کے دوست کرتے ہیں۔ لیکن اللہ کی وحی کی اتباع حق ہے، جبکہ شیطان کی وحی کی اتباع باطل۔

دوسری بات، اس پر تقریباً قدیم اور جدید چاروں ائمہ کے تمام مقلدین کا اتفاق ہے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی تقلید نہیں، نہ اجماع کو ماننا تقلید ہے، اور نہ ہی عامی کا مفتی سے مسئلہ پوچھنا تقلید ہے، اور نہ ہی قاضی کا گواہوں کی گواہی قبول کرنا تقلید ہے۔

اگر تو تقلید اور اتباع ایک ہی چیز ہوتی تو رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی بھی تقلید کہلاتی، اجماع کو ماننا بھی تقلید کہلاتا، عامی کا عالم سے مسئلہ پوچھنا بھی تقلید کہلاتا۔ جب یہ تقلید نہیں تو یہ اتباع ہے، اور اس سے تقلید اور اتباع کا الگ الگ ہونا واضح ہے۔

تیسری بات، موجودہ مقلدین میں مشہور دیوبندی مولوی سعید احمد پالن پوری صاحب لکھتے ہیں:

اپنے امام کا مذہب ثابت ہو جائے۔ مثلاً امام اعظمؒ کے نزدیک وتر کی نماز واجب ہے تو اس کے لیے اس حکم پر فتویٰ دینا اس وقت جائز ہے جب وہ امام صاحب کے قول کی دلیل جان لے۔

مصداق خاص:

اور بلا شک وارتیاب یہ ارشاد اس تفسیر کے مطابق مجتہد مفتی کے ساتھ خاص ہوگا' مقلد محض مفتی کے لیے یہ ارشاد نہیں ہے کیونکہ تقلید کسی کا قول اس کی دلیل جانے بغیر لینے کا نام ہے۔ علماء نے فرمایا ہے کہ اس تعریف کی رو سے امام کے قول کو دلیل جان کر لینا تقلید سے خارج ہو گیا۔ کیونکہ وہ تقلید نہیں ہے بلکہ دلیل سے مسئلہ اخذ کرنا ہے' مجتہد سے مسئلہ اخذ کرنا نہیں ہے۔ بلکہ یہ بھی کہا گیا ہے کہ امام کے قول کی دلیل جان کر اس کو لینا اجتہاد کا نتیجہ ہے کیونکہ دلیل کی معرفت مجتہد ہی کو ہو سکتی ہے۔ اس لیے کہ دلیل کا جاننا یہ جاننے پر موقوف ہے کہ وہ دلیل معارض دلیل سے محفوظ ہے اور یہ بات تمام دلائل کا جائزہ لینے پر موقوف ہے اور یہ کام مجتہد ہی کر سکتا ہے۔

اور صرف یہ جاننا کہ فلاں مجتہد نے فلاں حکم فلاں دلیل سے اخذ کیا ہے محض بے فائدہ ہے۔ اس لیے ''مفتی کے لیے دلیل جاننا ضروری ہے'' کا مطلب یہ لینا ہوگا کہ وہ اس دلیل کا حال بھی جانتا ہوتا کہ اس کے لیے اس مسئلہ میں یقین کے ساتھ امام کی تقلید اور دوسروں کو اس پر فتویٰ دینا درست ہو اور یہ بات مجتہد فی المذہب مفتی ہی کے لیے ممکن ہے اور وہی درحقیقت مفتی ہے دوسرے لوگ تو ناقل فتاویٰ ہیں۔

پہلے مطلب پر اشکال:

لیکن قول امام کا مذکورہ بالا مطلب لینا بعید ہے کیونکہ یہ مجتہد فی المذہب مفتی جب اجتہاد مطلق کے درجہ تک نہیں پہنچا ہے تو اس پر اس کی تقلید لازم ہے جو اجتہاد مطلق کے درجہ تک پہنچ چکا ہے اور مقلد پر قول امام کی دلیل جاننا لازم نہیں البتہ ایک رائے کے مطابق جو معتزلہ کی ہے اپنے امام کی دلیل کا جاننا ضروری ہے۔ علامہ ابن الہمام التحریر میں لکھتے ہیں:

''**مسئلہ**: جو شخص مجتہد مطلق نہیں ہے اس پر تقلید لازم ہے۔ اگر چہ وہ فقہ کے بعض مسائل میں یا بعض علوم میں مثلاً علم الفرائض میں مجتہد مطلق ہو' اجتہاد میں تجزی (تقسیم) کے جواز کے قول کی بنا پر۔ اور یہی قول برحق ہے۔ لہٰذا جن
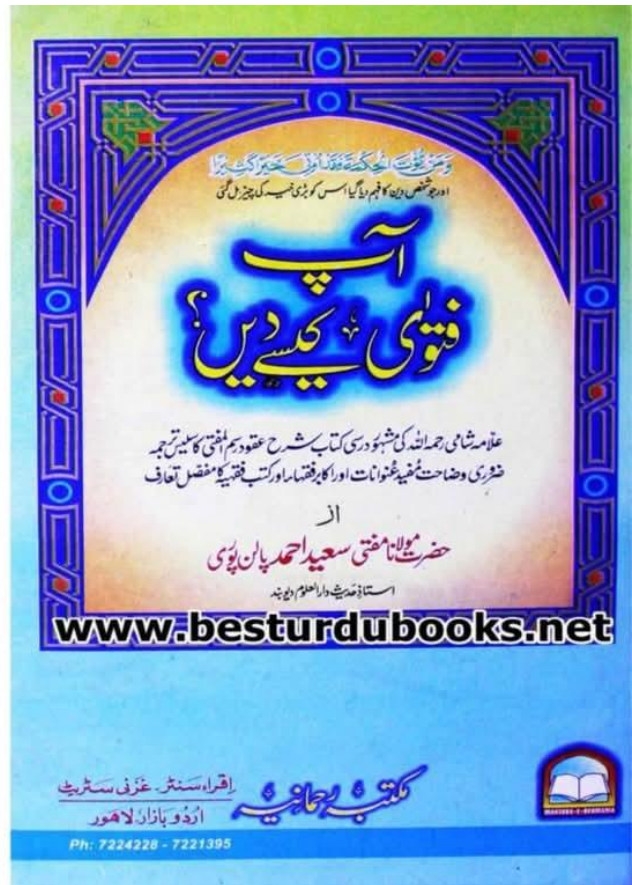
''کیونکہ تقلید کسی کا قول اس کی دلیل جانے بغیر لینے کا نام ہے۔ علماء نے فرمایا: کہ اس تعریف کی رو سے امام کے قول کو دلیل جان کر لینا تقلید سے خارج ہو گیا، کیونکہ وہ تقلید نہیں ہے بلکہ دلیل سے مسئلہ اخذ کرنا ہے، مجتہد سے مسئلہ اخذ کرنا نہیں ہے۔''

پالن پوری دیوبندی کے اس بیان سے واضح ہے کہ امام کے قول کو دلیل جان کر لینا تقلید سے خارج کر دیتا ہے، کیونکہ وہ دلیل سے مسئلہ لینا ہے، تقلید سے نہیں۔ اس سے واضح ہے کہ تقلید بے دلیل پیروی کا نام ہے، جبکہ اتباع مع الدلیل پیروی کا۔

غلام رسول سعیدی بریلوی بھی ایسی ہی بات لکھتے ہوئے مزید وضاحت کرتے ہیں:
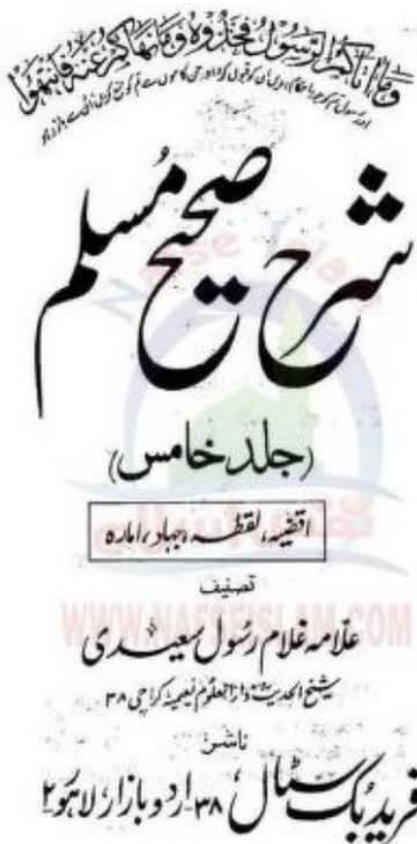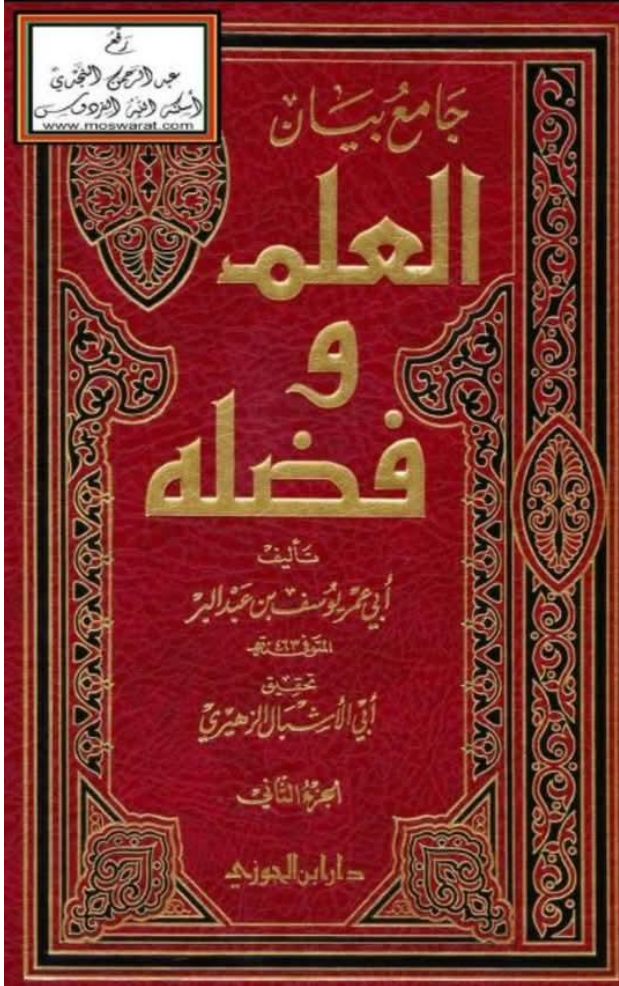
''تقلید کے معنی ہیں دلائل سے قطع نظر کر کے کسی امام کے قول پر عمل کرنا، اور اتباع سے یہ مراد ہے کہ کسی امام کے قول کو کتاب و سنت کے موافق پا کر اور دلائلِ شرعیہ سے ثابت جان کر اس قول کو اختیار کر لینا۔''

سعیدی بریلوی کے بیان سے واضح ہے کہ تقلید بے دلیل پیروی کا نام ہے، جبکہ اتباع دلیل سے پیروی کا۔

امام ابن عبدالبر رحمہ اللہ ''تقلید اور اتباع میں فرق'' کے عنوان کے تحت لکھتے ہیں:

إلى علمه فيلزمك تقليده وترك تقليد معلمك، وكذلك أنت أولىٰ أن تقلد نفسك من معلمك؛ لأنك جمعت علم معلمك وعلم من هو فوقه إلىٰ علمك، فإن [فاد][1] قوله جعل الأصغر ومن يحدِّث من صغار العلماء أولىٰ بالتقليد من أصحاب رسول الله ﷺ، وكذلك الصاحب عنده يلزمه تقليد التابع، والتابع من دونه في قياس قوله، والأعلىٰ الأدنىٰ أبداً، وكفىٰ بقولٍ يؤول إلى هذا قبحاً وفساداً».

١٨٩٤ ـ قال أبو عمر: وقال أهل العلم والنظر: حَدُّ العلم التبيين وإدراك المعلوم علىٰ ما هو فيه، فمن بان له الشيء فقد علمه، قالوا: والمقلد لا علم له، لم يختلفوا في ذلك، ومن هٰهنا ـ والله أعلم ـ قال البختري في محمد بن عبد الملك الزيات:

عرف العالمون فضلك بالعلم — وقال الجهّال بالتقليدِ
وأرىٰ الناس [مجمعون][2] علىٰ فضلك — من بين سيِّد ومَسُودِ

١٨٩٥ ـ وقال أبو عبد الله بن خواز بنداد[3] البصري المالكي:

«التقليد معناه في الشرع الرجوع إلى قولٍ لا حجة لقائله عليه، وهذا ممنوع منه في الشريعة، والاتباع ما ثبت عليه حجة».

وقال في موضع آخر من كتابه:

«كل من اتبعت قوله من غير أن يجب عليك [قبوله][4] لدليل يوجب ذلك فأنت مقلده، والتقليد في دين الله غير صحيح، وكل من أوجب عليك الدليل اتباع قوله فأنت متبعه، والاتباع في الدين مسوغ والتقليد ممنوع».

١٨٩٦ ـ وذكر محمد بن حارث في «أخبار سحنون بن سعيد» عن سحنون قال:

«كان مالك بن أنس وعبد العزيز بن أبي سلمة ومحمد بن إبراهيم بن دينار وغيرهم يختلفون إلى ابن هرمز، وكان إذا سأله مالك وعبد العزيز

---

(١) في (ط): أعاد.
(٢) في (ط): مجمعين.
(٣) كذا في (أ)، وفي (ط): خويز منداد، وهو الصواب، وهو من فقهاء المالكية. وانظر ترجمته في «طبقات فقهاء المالكية».
(٤) في (ط): قوله.

١٧٣

"شریعت میں تقلید کا معنی یہ ہے کہ ایسے قول کی طرف رجوع کرنا جس کے قائل کے پاس اس کی کوئی دلیل نہیں ہے، اور یہ شریعت میں ممنوع ہے۔ جو بات دلیل سے ثابت ہو اسے اتباع کہتے ہیں۔"

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ تقلید اور اتباع الگ الگ ہیں۔ تقلید بے دلیل پیروی کا نام ہے، جبکہ اتباع مع الدلیل پیروی کا۔ اور تقلید باطل ہے، جبکہ اتباع لازم ہے۔

کیا علماء محدثین مقلد تھے

تحفۃ المناظر ۱۵۶ تقلید شخصی کا ثبوت

...نا ہوگی۔(۱)

علامہ آمدی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: "العامی ومن لیس له أهلية الاجتهاد وإن كان محصلاً لبعض العلوم المعتبرة في الاجتهاد يلزمه اتباع قول المجتهد"(۲)۔

"علوم دینیہ سے نابلد اور وہ شخص جس نے علوم دینیہ تو حاصل کئے لیکن اس میں اجتہاد کی صلاحیت نہیں ان پر مجتہد کا اتباع لازم ہے"۔

"كذلك من لم يبلغ درجة الاجتهاد وإن كان محصلاً لبعض العلوم المعتبرة يلزمه اتباع ... مجتهد من المجتهدين والأخذ بفتواه"(۳)۔

"جس عالم کی رسائی درجہ اجتہاد تک نہ ہو اگرچہ وہ بعض علوم کی ابجد سے واقف ہے پھر بھی کسی مجتہد کی تقلید اس پر لازم ہے"۔

اکابرین امت بھی مقلد تھے

امام بیہقی جیسا محدث جب مقلد ہے تو آج کل کے محققین کیسے اپنے کو تقلید سے مستغنی سمجھتے ہیں؟ "وا... البيهقي فكان على مذهب الشافعي منتصراً له في عامة أقواله"(۴)۔ امام بیہقی شافعی المذہب تھے ... شافعی کے عام اقوال میں ان کی طرف سے دفاع کرتے تھے۔

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ ان مقلدین کے نام گنواتے ہیں جو اصحاب علم وفضل ہونے کے باوجود تقلید سے ... نہیں: "وبعدهم أصحاب مالك كعبد الله بن وهب وعثمان بن كنانة وأشهب وابن عبدالحكم ...

(۱) اس عبارت پر مولانا امین اللہ پشاوری صاحب لکھتے ہیں: "تو دیکھئے تقلید عوام پر کیا علماء پر بھی واجب کرتے ہیں۔ ہم کہتے ... اجتہاد کیا چیز ہے؟ جس کو آپ نے عنقا سمجھ رکھا ہے کہ صرف امام صاحب اس پر قادر ہیں اور کوئی قادر نہیں"۔
یہ اعتراض از خود غلط ہے۔ کیوں کہ ظاہر ہے کہ اجتہاد کی صلاحیت سے متصف نہ ہونے کی وجہ سے براہ راست نص ... استنباط نہیں کیا جاسکتا، لہٰذا تقلید تو کرنی پڑے گی اور اجتہاد کے متعلق کسی نے یہ دعویٰ نہیں کیا کہ صرف امام صاحب اس پر قادر ہیں ... علاوہ کوئی قادر نہیں۔

(۲) (الإحكام في أصول الأحكام، المسئلة الثانية: ۱۹۷/۴، مؤسسة الحلبي، القاهرة)۔

(۳) (اتحاف ذوي البصائر: ۶۳۰)۔ (۴) (مجموعة الفتاوى: ۲۰/۲۶، مكتبة العبيكان)۔

منظور مینگل دیوبندی لکھتا ہے کہ:

"اکابرین امت بھی مقلد تھے، امام بیہقی جیسا محدث جب مقلد ہے تو آج کل کے محقیقن کیسے خود کو تقلید سے مستغنی سمجھتے ہیں"

مینگل دیوبندی کی طرح دیگر موجودہ حنفیہ دیوبندیہ بریلویہ کے مولویو نے اپنی عوام کو یہ دھوکہ بھی دے رکھا ہے کہ علماء محدثین مقلد تھے، اور کہتے ہیں کہ دنیا میں دو ہی طبقات تھے: ایک مجتہدین کا دوسرا مقلدین کا۔ ایسا بندہ کوئی نہیں تھا جو نہ مجتہد ہو نہ مقلد۔ اس لیے یہ اہل حدیث کو کہتے ہیں کہ تم لوگ نہ مجتہدین ہو نہ مقلد، اس لیے تم جدید فرقہ ہو۔

آئیں مقلد مولویو کے اس دجل کا تحقیقی جائزہ لیتے ہیں۔

اصل میں عامی مقلد ذاتی فہم و ادراک نہیں رکھتا، اس لیے جو اس کا مولوی اس کو کہہ دے، یہ اسے ہی حق سمجھتا ہے۔ یہ بات انہوں نے اپنی کتب میں بھی لکھی ہے کہ:
"عامی (مقلد) کا کوئی مذہب نہیں، اس کا مذہب وہی ہے جو اس کے مفتی کا مذہب ہے۔"

اس طرح اس مشین سے انہوں نے جاہلوں کی کھیپ تیار کی جو مقلدین دیوبندیہ بریلویہ کی صورت ہمارے سامنے موجود ہے۔ ان کو جتنا مرضی حق کھول کھول کر دکھاؤ، ان کا کہنا ہے: میں نے اپنے مولوی کے علاوہ اپنے باپ کی بھی نہیں ماننی۔ اور مولوی بھی چودہویں صدی کے گمراہ مولوی ہیں۔ دس سال دیوبندیہ بریلویہ کے مدرسے میں پڑھ کر نکلنے والا خود کو بڑے فخر سے مقلد قرار دے رہا ہوتا ہے۔

ان موجودہ مولویو نے دجل سے اپنی عوام کو یہ دھوکہ دیا کہ دنیا میں مجتہد تھے یا مقلد، تیسرا کوئی نہیں تھا۔ پھر انہوں نے اپنی مرضی سے جس کو دل کیا مجتہد بنا دیا، جس کو دل کیا مقلد بنا دیا۔

لیکن ان مقلدو کا یہ بیانیہ جھوٹا ہے۔ اس کا تحقیقی جائزہ آپ کے سامنے پیش خدمت ہے۔

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ سے امام بیہقی رحمہ اللہ اور دیگر محدثین کے بارے پوچھا گیا کہ کیا یہ لوگ مجتہد تھے یا مقلد تھے؟

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے جواب میں فرمایا:

"امام بخاری رحمہ اللہ اور امام ابو داؤد رحمہ اللہ فقہ کے امام اور مجتہد تھے۔ باقی رہے امام مسلم، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ، ابن خزیمہ، ابویعلی، اور البزار، بیہقی وغیرہ، تو یہ اہل حدیث کے مذہب پر تھے۔ کسی کی تقلید کرنے والے مقلد تھے نہ مجتہد۔"

مجموعة فتاوى ابن تيمية

لشيخ الإسلام تقي الدين ابن تيمية الحراني المتوفى ٧٢٨هـ

20

دار الكتب العلمية

/ وسئل أيضاً ـ رضي الله عنه :

هل البخاري، ومسلم، وأبو داود، والترمذي، والنسائي، وابن ماجه، وأبو داود الطيالسي، والدارمي، والبزار، والدارقطني، والبيهقي، وابن خزيمة، وأبو يعلى الموصلي، هل كان هؤلاء مجتهدين لم يقلدوا أحداً من الأئمة، أم كانوا مقلدين؟

وهل كان من هؤلاء أحد ينتسب إلى مذهب أبي حنيفة؟

وهل إذا وجد في موطأ مالك: عن يحيى بن سعيد، عن إبراهيم بن محمد بن الحارث التيمي، عن عائشة . ووجد في البخاري : حدثني معاذ بن فضالة ، قال : حدثنا هشام ، عن يحيى ـ هو ابن أبي كثير ـ عن أبي سلمة، عن أبي هريرة. فهل يقال: إن هذا أصح من الذي في الموطأ؟ وهل إذا كان الحديث في البخاري بسند وفي الموطأ بسند، فهل يقال: إن الذي في البخاري أصح؟

وإذا روينا عن رجال البخاري حديثاً ولم يروه البخاري في صحيحه فهل يقال: هو مثل الذي في الصحيح؟

/ فأجاب: ٢٠/٤٠

الحمد لله رب العالمين، أما البخاري، وأبو داود فإمامان في الفقه من أهل الاجتهاد.

وأما مسلم، والترمذي، والنسائي، وابن ماجه، وابن خزيمة، وأبو يعلى، والبزار، ونحوهم، فهم على مذهب أهل الحديث، ليسوا مقلدين لواحد بعينه من العلماء، ولا هم من الأئمة المجتهدين على الإطلاق، بل هم لا يميلون إلى قول أئمة الحديث؛ كالشافعي، وأحمد، وإسحاق، وأبي عبيد، وأمثالهم. ومنهم من له اختصاص ببعض الأئمة، كاختصاص أبي داود ونحوه بأحمد بن حنبل، وهم إلى مذاهب أهل الحجاز ـ كمالك وأمثاله ـ أميل منهم إلى مذاهب أهل العراق؛ كأبي حنيفة والثوري.

وأما أبو داود الطيالسي فأقدم من هؤلاء كلهم، من طبقة يحيى بن سعيد القطان، ويزيد ابن هارون الواسطي، وعبد الله بن داود، ووكيع بن الجراح، وعبد الله بن إدريس، ومعاذ ابن معاذ، وحفص بن غياث، وعبد الرحمن بن مهدي، وأمثال هؤلاء من طبقة شيوخ الإمام أحمد.

٢٥

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے بیان سے معلوم ہوا کہ محدثین کا علیحدہ مذہب تھا جو چار تقلیدی مذاہب سے الگ تھا، جس میں مجتہدین بھی تھے اور وہ علماء بھی جو نہ مجتہد تھے نہ مقلد۔

یہی بات علامہ طاہر الجزائری نے بھی لکھی ہے، جس کا سکین درج ذیل ہے۔

— ١٨٥ —

رجل كان يرى السيف على أمة محمد صلى الله عليه وسلم. قال أبو عبد الله الحسن بن صالح فقيه ثقة مأمون مخرج في الصحيح وأتباع الثوري أنه كان زيدي المذهب قال أبو عبد الله قد ذكرت ما أدى إليه الاجتهاد في الوقت من مذاهب المتقدمين ولم يحتمل الاختصار أكثر منه وفي القلب أن أذكر بمشيئة الله تعالى في غير هذا الكتاب مذاهب المحدثين بعد هذه الطبقة من شيوخ شيوخي والله الموفق لذلك بمنه اه أقول قد عرفت من العبارات الواردة في هذا النوع ما أراد الحاكم بمذاهب المحدثين هنا وقد سئل بعض البارعين في علم الأثر عن مذاهب المحدثين مراراً بحسب المعنى المشهور عند الجمهور فأجاب عما سئل عنه بجواب يوضح حقيقة الحال وإن كان فيه نوع إجمال وقد أحببنا إيراده هنا مع اختصار ما قال: أما البخاري وأبو داود فإمامان في الفقه وكانا من أهل الاجتهاد وأما مسلم والترمذي والنسائي وابن ماجه وابن خزيمة وأبو يعلى والبزار ونحوهم فهم على مذهب أهل الحديث ليسوا مقلدين لواحد بعينه من العلماء ولا هم من الأئمة المجتهدين على الإطلاق بل يميلون إلى قول أئمة الحديث كالشافعي وأحمد وإسحاق وأبي عبيد وأمثالهم وهم إلى مذاهب أهل الحجاز أميل منهم إلى مذاهب أهل العراق. وأما أبو داود الطيالسي فأقدم من هؤلاء كلهم من طبقة يحيى بن سعيد القطان ويزيد بن هرون الواسطي وعبد الرحمن بن مهدي وأمثالهم من طبقة شيوخ الإمام أحمد وهؤلاء كلهم لا يألون جهداً في اتباع السنة غير أن منهم من يميل إلى مذهب العراقيين كوكيع ويحيى بن سعيد ومنهم من يميل إلى مذهب المدنيين كعبد الرحمن بن مهدي. وأما الدارقطني فإنه كان يميل إلى مذهب الشافعي إلا أنه له اجتهاداً وكان من أئمة السنة والحديث ولم يكن حاله كحال أحد من كبار المحدثين ممن جاء على أثره فالتزم التقليد في عامة الأقوال إلا في قليل منها مما يعد ويحصر فإن الدارقطني كان أقوى في الاجتهاد منه وكان أفقه وأعلم منه

(ذكر النوع الثالث والثلاثين من علوم الحديث)

هذا النوع من هذه العلوم مذاكرة الحديث والتمييز بها والمعرفة عند المذاكرة بين الصدوق وغيره فإن المجازف في المذاكرة يجازف في الحديث. ولقد كتبت على جماعة من أصحابنا في المذاكرة أحاديث لم يخرجوا من عهدتها قط وهي مثبتة عندي وكذلك أخبرني أبو علي الحافظ وغيره من مشايخنا أنهم حفظوا على قوم في المذاكرة ما احتجوا بذلك على جرحهم ونسأل الله حسن العواقب والسلامة مما نحن فيه بمنه وطوله. سمعت أبا العباس محمد بن يعقوب يقول حدثنا الحسن بن علي بن عفان العامري قال حدثنا أبو يحيى الحماني عن الأعمش عن جعفر بن إياس عن أبي نضرة عن أبي سعيد قال: تذاكروا الحديث فإن الحديث يهيج الحديث أخبرني عبد الحميد بن عبد الرحمن القاضي قال حدثنا أبي قال حدثنا عبد الله بن هاشم قال حدثنا وكيع قال حدثنا كهمس عن الحسن عن عبد الله بن بريدة عن علي بن أبي طالب قال: تزاوروا وأكثروا ذكر الحديث فإنكم إن لم تفعلوا يندرس الحديث. وعن الأحوص عن عبد الله قال تذاكروا الحديث فإن حياته مذاكرته

(٢٤)

توجيه النظر إلى أصول الأثر

للإمام العلامة الشيخ طاهر الجزائري الدمشقي

الطبعة الأولى

١-٢

اعتنى به عبد الفتاح أبو غدة

مكتب المطبوعات الإسلامية — دار البشائر الإسلامية

یہ محدثین وہی ہیں جن کو چودہویں صدی کے مقلد مولوی اپنے جیسا جاہل مقلد گردانتے ہیں۔

آئیں ایسی ہی بات علامہ سیوطی رحمہ اللہ سے بھی ملاحظہ کرتے ہیں:

جلال الدین سیوطی (متوفی ۹۱۱ھ) نے کہا:

پھر اُن کے بعد وہ لوگ آئے جو اُن کے راستے پر چلے اور ہدایت کو مضبوطی سے پکڑا۔ مثلاً: یحییٰ بن سعید القطان، عبدالرحمٰن بن مہدی، بشر بن المفضل، خالد بن الحارث، عبدالرزاق (بن ہمام الصنعانی)، وکیع (بن الجراح)، یحییٰ بن آدم، حمید بن عبدالرحمٰن الرواسی، ولید بن مسلم، (عبداللہ بن الزبیر) الحمیدی، (محمد بن ادریس) الشافعی، (عبداللہ) بن المبارک، حفص بن غیاث، یحییٰ بن زکریا بن ابی زائدہ، ابوداود الطیالسی، ابوالولید الطیالسی، محمد بن ابی عدی، محمد بن جعفر، یحییٰ بن یحییٰ النیسابوری، یزید بن زریع، اسماعیل بن علیہ، عبدالوارث بن سعید، عبدالصمد بن عبدالوارث بن سعید، وہب بن جریر، ازہر بن سعد، عفان بن مسلم، بشر بن عمر، ابوعاصم النبیل، معتمر بن سلیمان، نضر بن شمیل، مسلم بن ابراہیم، حجاج بن منہال، ابوعامر العقدی، عبدالوہاب الثقفی، فریابی، وہیب (✓) بن خالد، عبداللہ بن نمیر اور دوسرے، ان میں سے کسی ایک نے بھی اپنے سے پہلے امام کی تقلید نہیں کی۔

﴿ ٥٧ ﴾

شيأ ثم حدث بعدهم من اعتصم بهداهم وسلك سبيلهم في نحو ذلك نحو يحيى بن سعيد القطان وعبد الرحمن بن مهدي وبشر بن المفضل وخالد بن الحارث وعبد الرزاق ووكيع ويحيى بن آدم وحميد بن عبد الرحمن الرواسي والوليد بن مسلم والحميدي والشافعي وابن المبارك وحفص بن غياث ويحيى بن زكريا بن ابي زائدة وابي داود الطيالسي وابي الوليد الطيالسي ومحمد بن ابي عدي ومحمد بن جعفر ويحيى بن يحيى النيسابوري ويزيد بن زريع واسماعيل ابن علية وعبد الوارث بن سعيد وابنه عبد الصمد ووهب بن جرير وازهر بن اسد وعفان بن مسلم وبشر بن عمر وابي عاصم النبيل والمعتمر بن سليمان والنضر ابن شميل ومسلم بن ابراهيم والحجاج بن منهال وابي عامر العقدي وعبد الوهاب الثقفي والفريابي ووهب بن خالد وعبد الله بن نمير وغيرهم ما من هؤلاء احد قلد اماما كان قبله ثم تلاهم على مثل ذلك احمد بن حنبل واسحاق

﴿ ٥٨ ﴾

ابن راهويه وابو ثور وابو عبيد وابو خيثمة وابو ايوب الهاشمي وابو اسحاق الفزاري ومخلد بن الحسين ومحمد بن يحيى الذهلي وابو بكر وعثمان ابنا ابي شيبة وسعيد بن منصور وقتيبة ومسدد والفضل بن دكين ومحمد بن المثنى وبندار ومحمد بن عبد الله بن نمير ومحمد بن العلاء والحسن بن محمد الزعفراني وسليمان بن حرب وعارم وغيرهم ليس منهم احد قلد رجلا وقد شاهدوا من قبلهم ورأوهم فلو رأوا انفسهم في سعة من ان يقلدوا دينهم احدا منهم لقلدوا ثم اتى بعد هؤلاء البخاري ومسلم وابو داود والنسائي ومحمد بن سنجر ويعقوب ابن شيبة وداود بن علي ومحمد بن نصر المروزي وابن المنذر ومحمد بن جرير الطبري وبقي بن مخلد ومحمد بن عبد السلام الخشني وغيرهم ما منهم احد اتى

"علامہ سیوطی نے بہت سے محدثین کا نام ذکر کرنے کے بعد لکھا کہ ان میں سے کوئی بھی اپنے سے پہلے امام کی تقلید کرنے والا نہیں تھا۔"

علامہ سیوطی کے بیان سے بھی معلوم ہوا موجودہ دیوبندیہ بریلویہ کے مولوی کذاب ہیں۔

آئیں شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ کو دیکھتے ہیں کہ وہ محدثین کے بارے کیا کہتے ہیں:

"جب محققین اہل حدیث نے فن روایت اور درجات حدیث خوب مکمل کر لیے، تو اس کے بعد ان کی توجہ فقہ کی طرف مائل ہوئی۔ انہوں نے جب دیکھا کہ بہت سی احادیث اور آثار فقہاء کے ہر ایک مذہب (حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی) کے مخالف

ہیں، اس لیے انہوں نے متقدمین میں سے خاص کسی امام کی تقلید پر اتفاق نہیں کیا۔"

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ کے بیان سے بھی معلوم ہوا کہ اہل حدیث کا مذہب آئمہ اربعہ کے تقلیدی مذاہب سے الگ مستقل ایک مذہب تھا۔ محدثین نے جب چاروں مذاہب کے مسائل احادیث اور آثار کے خلاف دیکھے تو ان آئمہ اربعہ میں سے کسی امام کی تقلید نہیں کی۔

حجۃ اللہ البالغہ (اردو)

تالیف
حضرت قطب الملۃ حکیم الامۃ مولانا شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ
مولانا عبدالحق حقانی

فرید بک سٹال ۴۰ اردو بازار، لاہور

حجۃ اللہ البالغہ اردو

کہ صرف اپنے شہر اور اپنے درجہ کے لوگوں کی حدیثیں جمع کر سکتے تھے اور نیز اگلے علما اسماء الرجال اور راویوں کے درجہ عدالت کا اندازہ ان امور سے کر لیا کرتے تھے۔ جو ان کو حالت کے مشاہدہ اور قرائن کے تتبع سے معلوم ہو جایا کرتے تھے۔ لیکن اب اس طبقہ کے علماء نے اس فن میں نہایت غور کیا اور اس کو مدون کر کے اور بحث و تفتیش کر کے ایک مستقل فن کر دیا اور احادیث کے صحیح اور غیر صحیح قرار دینے میں باہم مناظرہ کیے گئے۔ اس طرح اس تدوین اور مباحث کا نتیجہ یہ ہوا کہ ان حدیثوں کا فیصلہ ہو گیا جن کا متصل یا منقطع ہونا پہلے مخفی تھا۔ پہلے یہ حالت تھی کہ امام سفیان اور وکیع وغیرہم نہایت اہتمام اور اجتہاد کرتے تھے۔ لیکن صحیح احادیث ایک ہزار سے کم ہی ان کو بہم پہنچی تھیں۔ ابو داؤد سجستانی نے اس کو اپنے اس رسالہ میں لکھا ہے، جس کو انہوں نے اہل مکہ کو بھیجا تھا اور اب اس طبقہ میں محدثین تقریباً چالیس ہزار تک احادیث کی روایت کرتے تھے امام بخاری کی نسبت یہ امر صحیح ہے کہ انہوں نے چھ لاکھ احادیث سے صحیح بخاری کو مختصر کیا ہے اور ابو داؤد کی نسبت بھی یہ ثابت ہوا ہے کہ پانچ ہزار احادیث سے انہوں نے اپنے سنن کو منتخب کیا ہے۔ اور امام احمدؒ نے اپنی مسند کو احادیث نبوی کے معلوم کرنے کے لیے ایک میزان قرار دیا ہے۔ جو حدیثیں اس مسند میں موجود ہیں اگرچہ ان کی روایت ایک ہی طریقہ سے ہو ان کے لیے کوئی نہ کوئی اصل ہے ورنہ ان کو بے اصل سمجھنا چاہیے۔

اس طبقہ کے اساطین علماء یہ ہیں: عبدالرحمٰن بن مہدی، یحیٰی بن سعید قطان، یزید بن ہارون، عبدالرزاق، ابوبکر بن ابی شیبہ، مسدد، ہناد، احمد بن حنبل، اسحٰق بن راہویہ، فضل بن دکین، علی ابن مدینی اور ان کے دیگر ہم رتبہ محدثین۔ طبقات محدثین میں یہ طبقہ طراز اور پہلا نمونہ ہے۔ جب محققین اہل حدیث نے فن روایت اور درجات حدیث خوب مکمل کر لیے تو اس کے بعد ان کی توجہ فقہ کی طرف مائل ہوئی۔ انہوں نے جب دیکھا کہ بہت سی احادیث اور آثار فقہاء کے ہر ایک مذہب کے خلاف ہیں۔ اس واسطے متقدمین میں سے خاص کسی امام کی تقلید پر اتفاق نہیں کیا۔ بلکہ انہوں نے احادیث نبوی صحابہ تابعین اور مجتہدین کے آثار کا تتبع کیا اور اوروں کے لیے انہوں نے ایسے قواعد کی بنا ڈالی جن کو اپنے ذہنوں میں انہوں نے خوب راسخ کر لیا تھا ان قواعد کو چند تقریروں میں ہم بیان کرتے ہیں ان کا مسلک یہ تھا کہ جب تک کسی مسئلہ کا حکم قرآن سے ثابت ہو تو کسی دوسری شے کی طرف توجہ کرنا چاہیے اور اگر قرآن میں حکم مسئلہ کا مختلف الوجوہ ہو تو اس کا فیصلہ حدیث سے کرنا چاہیے اور جب قرآن میں ان کو کوئی حکم نہیں ملتا تھا تو رسول خدا کی حدیث پر عمل کرتے تھے۔ خواہ وہ حدیث مستفیض ہوتی جس پر فقہا عمل درآمد کر چکے تھے۔ یا کسی خاص شہر کے علما یا کسی خاندان کے علماء سے یا کسی خاص طریقہ سے وہ مروی ہوتی۔ خواہ صحابہ اور فقہاء نے اس پر عمل کیا ہوتا یا نہ عمل کیا ہوتا۔ کسی مسئلہ میں جب ان کو کوئی حدیث مل جاتی تھی تو اس کے بعد پھر اس کے مخالف کسی اثر یا کسی اجتہاد کا اتباع نہیں کیا کرتے تھے۔ اور جب نہایت کوشش اور تتبع احادیث کے بعد بھی اس مسئلہ میں حدیث نہیں ملتی تھی تو اس وقت صحابہ یا تابعین میں سے ایک جماعت کی اقتدا کرتے تھے۔ اور ان کے اقوال پر عمل کر لیا کرتے تھے اس میں ان کو کسی قوم یا کسی شہر کی خصوصیت اور قید نہ تھی۔ ان سے قدماء کا طریقہ بھی یہی تھا۔ ایسی صورت میں اگر اس مسئلہ میں جمہور خلفاء اور فقہاء

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے بیان سے بھی معلوم ہوا کہ موجودہ دیوبندیہ بریلویہ کے مولوی کذاب ہیں۔

آئیں شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے بیٹے شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کو دیکھتے ہیں کہ وہ محدثین کے مذہب کے بارے کیا فرماتے ہیں۔

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی سے سوال ہوا:

"محدثین علم فقہ (مذہب معین) پر عمل کرتے ہیں یا نہیں؟ بعض شخص کہتے ہیں کہ محدثین علم فقہ پر عمل نہیں کرتے ہیں؟"

جواب میں شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی فرماتے ہیں:

"علماء محدثین کسی ایک مذہب پر مذاہب مجتہدین میں سے نہیں رہتے ہیں، تو علماء محدثین کے بعض اعمال مطابق کتب فقہ کے ہوتے ہیں اور بعض اعمال دوسری کتابوں کے مطابق ہوتے ہیں۔"

فتاوی عزیزی ۴۴۱

مسائل فقہ

سوال : محدثین علم فقہ پر عمل کرتے ہیں یا نہیں بعض شخص کہتے ہیں کہ محدثین علم فقہ پر عمل نہیں کرتے ہیں۔
(از سوالات قاضی)

جواب : علماء محدثین کسی ایک مذہب پر مذاہب مجتہدین سے نہیں رہتے ہیں تو علماء محدثین کے بعض اعمال مطابق کتب فقہ کے ہوتے ہیں اور بعض اعمال دوسری کتابوں کے مطابق ہوتے ہیں۔ فقط

سوال : اس شخص کے بارے میں کیا حکم ہے جو حدیث سے انکار کرے۔

جواب : اس مسئلہ میں چند احتمالات ہیں۔

۱۔ اول یہ کہ تمام حدیثوں سے انکار کرے یہ بعینہٖ کفر ہے۔

۲۔ دوسرے یہ کہ حدیث متواتر سے انکار کرے۔ اور اس میں کچھ تاویل نہ کرے یہ بھی کفر ہے!

۳۔ تیسرے یہ کہ حدیث صحیح سے جو قسم احاد سے ہے انکار کرے اور یہ انکار خواہش نفسانی سے ہو۔ اس وجہ سے

www.ahlehaq.org

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے بیان سے بھی معلوم ہوا کہ محدثین چاروں تقلیدی مذاہب میں سے کسی معین مذہب کے مقلد نہیں تھے۔

جو دیوبندیہ بریلویہ کے مولوی محدثین کو مقلد کہتے ہیں وہ کذاب ہیں۔

طبقات کی کتابوں میں اکثر بڑے محدثین کو مقلدو نے اپنے اپنے کھاتوں میں ڈالنے کی کوشش کی ہے اپنے طبقات کا وزن بڑھانے کے لیے۔ پھر نسبت لگا دی گئی کہ فلاں شافعی ہے، فلاں حنبلی تھا، فلاں مالکی تھا، جبکہ حقیقت میں محدثین ان چاروں اماموں میں سے کسی کے مقلد نہیں تھے۔

چنانچہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:
"طبقات کی کتابوں میں بعض اہل حدیث علماء کو مروجہ مذاہب (حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی) کی طرف نسبت کرایا جاتا ہے اس لیے کہ اس کی تحقیق ان سے موافق ہو جاتی ہے، جیسے نسائی اور بیہقی۔ لوگ انہیں شافعی کہتے ہیں حالانکہ وہ اہل حدیث ہیں۔"

یہ وہی امام بیہقی ہیں جن کو مینگل دیوبندی مقلد کہہ رہا ہے، جبکہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کہتے ہیں کہ امام بیہقی کی تحقیق امام شافعی کی موافق تھی اس لیے لوگوں نے ان کو شافعی کہہ دیا، جبکہ حقیقت میں وہ اہل حدیث غیر مقلد تھے۔

اس ساری تفصیل سے معلوم ہوا کہ محدثین کا مسلک اہل حدیث چاروں تقلیدی مذاہب سے الگ مستقل ایک مذہب رہا ہے، جن میں علماء اور عوام سبھی موجود ہیں، جن میں مجتہدین بھی تھے اور غیر مجتہد بھی، لیکن مقلد کوئی نہیں تھا۔
اور یہ اہل حدیث مسلک چاروں تقلیدی فرقوں کے وجود میں آتے ہی ان سے علیحدہ ہو گیا اور اپنی الگ پہچان بنائی۔

چنانچہ دیوبندیو کے فقیہ العصر مفتی رشید احمد لدھیانوی نے مودودی صاحب کو جواب دیتے ہوئے لکھا:

"تقریباً دوسری تیسری صدی ہجری میں فروعی اور جزئی مسائل کے حل کرنے میں اختلاف أنظار کے پیش نظر پانچ مکاتب فکر قائم ہو گئے، یعنی مذاہب اربعہ اور اہل حدیث۔ اس زمانے سے لیکر آج تک انہی پانچ طریقوں میں حق کو منحصر سمجھا جاتا رہا۔"

(احسن الفتاوی، جلد 1، ص 316)

اور جب تقلیدی فرقے وجود میں آئے تو اہل حدیث نے تقلیدیوں کی تقلید کا رد بھی اسی وقت سے شروع کر دیا تھا۔ چنانچہ اس بارے دیوبندیہ کے حکیم الامت اشرف علی تھانوی دیوبندی صاحب لکھتے ہیں:

"لہذا التزام مذہب معین کا لابد کیا گیا، اور بدون کسی غرض محمود شرعی کے اس سے انتقال اور ارتحال کو منع کیا گیا۔ اس وقت سے لوگوں نے تقلید پر اطمینان کرکے کچھ تو قوت استخراج کی کم تھی، کچھ توجہ نہ کی، قیاس منقطع ہو گیا۔ بہت لوگ اہل حدیث میں سے اس مشورت پر، مصلحت کے مخالف رہے، مگر کسی پر لعن طعن نہیں کرتے تھے۔"

امداد الفتاویٰ

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی صاحب قدس سرہ

بترتیب جدید:

حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ

جلد پنجم

مکتبہ دار العلوم کراچی

امداد الفتاویٰ جلد پنجم ۳۰۳ کتاب البدعات

واحوط اقوال کو اختیار کرتے، مأتہ رابعہ تک یہی حال رہا، بعد مأتہ رابعہ کے قضائے الٰہی سے بہت سے امور پر آشوب پیدا ہوئے تقاصر ہمم یعنی ہمتیں ہر علم میں پست ہونا شروع ہوگئیں، جدال بین العلماء کہ ہر شخص دوسرے کی مخالفت کرنے لگا، تراجم بین الفقہاء کہ ہر فقیہ دوسرے کے قول وفتوے کو رد کرنے لگا، اعجاب کل ذی رای برائه یعنی ہر شخص حتی کہ قلیل العلم بھی اپنی رائے پر اعتماد کرنے لگا، تعمق فی الفقہ والحدیث یعنی دونوں علموں میں افراط ہونے لگا، یعنی بعض فقہاء اپنے اصول ممہدہ سے حدیث صحیح کو رد کرنے لگے، اور بعض اہل حدیث ادنیٰ علت ارسال وانقطاع یا ادنیٰ ضعف راوی سے مجتہد کی دلیل کو باطل ٹھہرانے لگے، جور قضاۃ یعنی قاضی اپنی رائے سے جس پر چاہتے تعدی کرتے، تعصب یعنی اپنی جماعت کو امور محتملہ میں یقیناً حق پر سمجھنا، دوسرے کو قطعاً باطل جاننا جب یہ آفتیں پیدا ہوئیں جو لوگ اس زمانہ میں معتد بہ تھے انہوں نے اتفاق کیا، کہ ہر شخص کو قیاس کرنے کا اختیار نہ ہونا چاہئے اور کسی مفتی کا فتویٰ اور قاضی کی قضاء معتبر نہ ہونا چاہئے، جب تک کہ متقدمین مجتہدین میں سے کسی کی تصریح نہ ہو چونکہ ائمہ اربعہ سے سابقین سے مذہب مشہور نہ تھا، لہٰذا ان کی تقلید پر اجماع کیا گیا، اور ترک التزام مذہب واحد میں ظن غالب تلاعب فی الدین واتباع رخص واتباع ہوئی کا تھا، لہٰذا التزام مذہب معین کا لابد کیا گیا اور بدون کسی غرض محمود شرعی کے اس سے انتقال وارتحال کو منع کیا گیا، اس وقت سے لوگوں نے تقلید پر اطمینان کر کے کچھ تو قوت استخراج کی کم تھی، کچھ توجہ نہ کی، قیاس منقطع ہوگیا، بہت لوگ اہل حدیث میں سے اس مشورت پر مصلحت کے مخالف رہے مگر کسی پر لعن طعن نہیں کرتے تھے، نہ اہل تخریج ان سے کچھ تعرض کرتے تھے، یہاں تک کہ اس سے زیادہ فتنہ انگیز وقت آیا، اور دونوں فریقوں میں تشدد بڑھا، بعض مقلدین نے اپنے ائمہ کو معصوم عن الخطاء ومصیب وجوباً ومفروض الاطاعت تصور کر کے عزم بالجزم کیا، کہ خواہ کیسی ہی حدیث صحیح مخالف قول امام کے ہو اور مستند قول امام کا بجز قیاس کے امر دیگر نہ ہو۔ پھر بھی بہت سی علل وخلل حدیث میں پیدا کر کے یا اس کی تاویل بعید کر کے حدیث کو رد کریں گے، اور قول امام کو نہ چھوڑیں گے ایسی تقلید حرام اور مصداق قولہ تعالیٰ اتخذوا احبارھم ورھبانھم اربابا الآیۃ اور خلاف وصیت ائمہ مرحومین کے ہے اور بعض اہل حدیث نے قیاس وتقلید کو مطلقاً حرام اور اقوال صحابہ وتابعین کو غیر مستند ٹھہرایا، اور ائمہ مجتہدین یقیناً خاطی وغاوی اور کل مقلدین کو مشرکین ومبتدعین کے ساتھ ملقب کیا، اور سلف پر طعن اور خلف پر لعن اور ان کی تجہیل وتضلیل وتحمیق وتفسیق کرنا شروع کیا، حالانکہ اس تقلید کا جواز مجمع علیہ امت کا اور داخل عموم آیت واتبع سبیل من اناب الی وآیۃ فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لاتعلمون، وآیہ وجعلنا ھم ائمۃ یھدون بامرنا وآیۃ اولئک الذین ھدی اللہ فبھداھم اقتدہ کے ہے اور ہر زمانہ میں استفتاء وفتویٰ چلا آتا ہے۔ اگر

اشرف علی تھانوی دیوبندی کے مطابق جب چار تقلیدی فرقے بنے اور تقلیدیوں نے چاروں میں سے ایک مذہب کا مقلد ہونا لازم قرار دیا اور ان چاروں سے خروج ناجائز قرار دیا تو اہل حدیث نے اس کی مخالفت کی، اور تب سے آج تک کر رہے ہیں۔

کیا عالم سے مسئلہ پوچھ کر عمل کرنا تقلید ہے

تحفۃ المناظر ١٣٢ مسئلہ تقلید

اس پر یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ آیت اور حدیث میں سوال کا تذکرہ ہے، سوال اور تقلید میں فرق ہے، جواب یہ ہے کہ تقلید نتیجہ اور ثمرہ ہے سوال کا، پہلے آپ سوال کریں گے پھر دیئے گئے جواب کو مانیں گے، یہی تقلید ہے، تقلید کی تعریف گزری "اتباع الإنسان غيره فيما يقول أو يفعل" پہلے مجتہد سے کوئی بات دریافت کی جائے گی اور علم ہونے کے بعد اس پر عمل کیا جائے گا، الحاصل: سوال مقدمہ تقلید ہے اور تقلید ثمرہ ونتیجہ سوال ہے۔

چوتھی دلیل

﴿وقالوا لو كنا نسمع أو نعقل ما كنا في أصحاب السعير﴾ [الملك: ١٠].

"اگر ہم سنتے یا سمجھتے تو ہم اہل دوزخ میں نہ ہوتے"۔

"قال ابن عباس: لو كنا نسمع الهدى أو نعقله أو لو كنا نسمع سماع من يعي ويفكر أو عقل من يميز وينظر"(١).

"حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما فرماتے ہیں: اس کا مطلب یہ ہے کہ کفار کہیں گے کاش کہ ہم ہدایت کی بات سنتے یا از خود اتنی عقل رکھتے کہ ہدایت کو پالیں یا معنی یہ ہے کہ کاش کہ ہم اس شخص کی بات سنتے جو سمجھ بوجھ رکھنے والا تھا یا ہمارے اندر اتنی عقل ہوتی کہ کھوٹے کھرے میں فرق کر سکتے"۔

نجات کے دو طریقے

حکیم الامت علامہ اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: نجات کے دو طریقے ہیں، نسمع الهدى، نسمع سماع من يعي ويفكر یعنی ہدایت والوں کی بات کو سنتے اور اس پر عمل کرتے یہی تقلید ہے۔ خود تحقیق کرتے اور مسئلے کو دلیل سے ثابت کرتے کہ اس مسئلے کی یہ دلیل ہے اور اس آیت سے یہ مسئلہ بطور عبارۃ ثابت ہو رہا ہے وغیرہ۔(٢)

(١) تفسیر قرطبی: ١٨/١٤٢، رشیدیہ۔

(٢) مولانا امین اللہ صاحب فرماتے ہیں: امت میں صرف دو طرح کے لوگ نہیں، بلکہ اس میں مجتہدین بھی ہیں، محققین بھی ہیں، عامۃ الناس بھی ہیں جو کہ زندہ علماء سے مسائل دریافت کرتے ہیں اور تقلید نہیں کرتے اور آپ کی طرح گمراہ (بقیہ اگلے صفحہ پر)

منظور مینگل دیوبندی آیت "پوچھ لو اہل علم سے اگر تم نہیں جانتے" کے تحت لکھتا ہے:

"اس پر یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ آیت اور حدیث میں سوال کا تذکرہ ہے، سوال اور تقلید میں فرق ہے۔"

مینگل کہتا ہے: "جواب یہ ہے کہ تقلید نتیجہ اور ثمرہ ہے سوال کا، پہلے آپ سوال کریں گے پھر دیے گئے جواب کو مانیں گے، یہی تقلید ہے... پہلے مجتہد سے کوئی بات دریافت کی جائے گی، پھر علم ہونے کے بعد اس پر عمل کیا جائے گا، سوال مقدمہ تقلید ہے اور تقلید ثمرہ نتیجہ سوال ہے۔"

مینگل دیوبندی کی عبارت کا سادہ مطلب یہ ہے کہ عالم سے سوال کرنے کے بعد علم ہو جانے پر اس کا جواب ماننا تقلید ہے۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ علم آ جانے پر تقلید جاتی رہتی ہے۔ ایک بندے کو مسئلہ کا علم ہو گیا، چاہے جس بھی ذریعے سے ہوا، خود کتاب پڑھ کر ہوا یا کسی کے بتانے سے، اب وہ اس مسئلہ کا عالم ہے جیسے وہ عالم ہے جس نے مسئلہ بتایا۔ لہذا جیسے اب مسئلہ بتانے والا مقلد نہیں، جس کو مسئلہ بتانے کے بعد علم ہو گیا، وہ بھی مقلد نہیں، کیونکہ اس مسئلہ میں اب دونوں کا علم یکساں ہے۔

دوسری بات، مینگل دیوبندی کے حنفی بابوں کے اصول کی کتابوں میں لکھا ہے:

"فالرجوع الى النبي عليه الصلاة والسلام أو إلى الإجماع ليس منه وكذا العامي إلى المفتي والقاضي الى العدول لايجاب النص ذلك عليهما"

پس نبی پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی طرف (یعنی حدیث کا ماننا) اور اجماع کی طرف رجوع کرنا اس (تقلید) میں سے نہیں ہے۔ اسی طرح عامی کا مفتی کی طرف اور قاضی کا گواہوں کی طرف رجوع (تقلید میں سے نہیں ہے) کیونکہ اسے نص (کتاب وسنت کی دلیل) نے واجب کیا ہے۔

شافعیوں کا اصول ہے،
علی بن محمد الآمدی الشافعی متوفی 631ھ نے کہا:

"أما (التقليد) فعبارة عن العمل بقول الغير من غير حجة ملزمة.. فالرجوع إلى قول النبى عليه السلام وإلى ما أجمع عليه أهل العصر من المجتهدين ورجوع العامي إلى قول المفتي وكذلك عمل القاضي بقول العدول لا يكون تقليدا"

تقلید عبارت ہے غیر کے قول پر بغیر حجت لازمہ کے عمل کرنا۔ پس نبی علیہ السلام اور مجتہدینِ عصر کے اجماع کی طرف رجوع، عامی کا مفتی سے مسئلہ پوچھنا اور قاضی کا گواہوں کی گواہی پر فیصلہ کرنا تقلید نہیں ہے۔
(الاحکام فی اصول الاحکام، ج 3، ص 227)

مالکیوں کا اصول ہے،
ابن الحاجب النحوی المالکی متوفی 646ھ نے کہا:

"فالتقليد العمل بقول غيرك من غير حجة وليس الرجوع إلى قوله صلى الله عليه وسلم وإلى الإجماع والعامي إلى المفتي والقاضي إلى العدول بتقليد لقيام الحجة"

پس تقلید، تیرے غیر کے قول پر بغیر حجت کے عمل (کا نام) ہے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول اور اجماع کی طرف رجوع تقلید نہیں ہے (اور اسی طرح) عامی کا مفتی کی طرف اور قاضی کا گواہوں کی طرف رجوع کرنا تقلید نہیں ہے کیونکہ اس پر دلیل قائم ہے۔

اگر تو عامی کا عالم سے پوچھ کر عمل کرنا تقلید ہوتا تو صرف سوال پوچھنا بھی تقلید ہوتا، کیونکہ عمل کے لیے سوال لازم ہے، اور جو مسئلہ تک پہنچنے کا ذریعہ ہے اس کا بھی وہی حکم ہوتا ہے جو مسئلہ کا ہے۔ جبکہ اصول فقہ کہتی ہے عالم سے پوچھنا تقلید نہیں۔

مفتی احمد یار خان نعیمی بریلوی صاحب لکھتے ہیں:

"اسی طرح عالم کی اطاعت جو عام مسلمان کرتے ہیں اس کو بھی تقلید نہ کہا جائے گا، کیونکہ کوئی بھی ان عالموں کی بات یا ان کے کام کو اپنے لیے حجت نہیں بناتا، بلکہ یہ سمجھ کر ان کی بات مانتا ہے کہ مولوی آدمی ہیں، کتاب سے دیکھ کر کہہ رہے ہوں گے، اگر ثابت ہو جائے ان کا یہ فتویٰ غلط تھا، کتب فقہ کے خلاف تھا، تو کوئی بھی نہ مانے"

(جاء الحق، ص 21)

معلوم ہوا عالم سے مسئلہ پوچھنا، پھر اس پر عمل کرنا تقلید نہیں، کیونکہ کوئی بھی عالم کی بات کو حجت نہیں سمجھتا۔ یہ تقلید تب ہو گی جب عالم کی بات کو حجت سمجھ کر اس پر عمل کیا جائے۔

مینگل دیوبندی لکھتا ہے:

"ہم غیر منصوص مسائل اور منصوصہ متعارض فیھا میں تقلید کے قائل ہیں"

اس پر ہمارا منصفانہ اور عادلانہ سوال ہے مینگل سے:

جو مسائل منصوص ہیں اور متعارض فیھا نہیں، ان میں عامی عالم سے پوچھ کر عمل نہیں کرے گا کیا؟ اگر ان میں بھی عالم سے سوال پوچھے گا اور جواب ملنے پر اس پر عمل کرے گا، تو منصوص مسائل میں مقلد کیوں نہ ہوا؟ عامی کے لیے تو منصوص اور غیر منصوص ایک جیسے ہیں، دونوں میں وہ عالم سے پوچھ کر ہی عمل کرے گا۔ تو غیر منصوص مسئلہ پوچھ کر عمل کرنے پر مقلد، اور منصوص مسئلہ پوچھ کر عمل کرنے پر غیر مقلد کیسے؟

اسی طرح عقائد میں موجودہ مقلدین تقلید حرام کہتے ہیں۔

کیا عقائد میں مقلد کو قرآن و حدیث سمجھ آ جاتا ہے؟

جو مقلد ایک عربی عبارت اوپر سے دیکھ کر نہیں پڑھ سکتا، وہ منصوص مسائل اور غیر منصوص کے فرق کا حل کیسے کر لیتا ہے؟

مثلاً عقیدہ ختم نبوت کو لے لیتے ہیں، ایک عامی مقلد کو کیسے علم ہوا کہ عقیدہ ختم نبوت قرآن و حدیث سے ثابت ہے جبکہ یہ ایک عربی عبارت نہیں پڑھ سکتا؟

اگر یہ تقلید کرتا ہے تو عقائد میں تقلید حرام ہے، یہ حرام کا مرتکب ہو گیا۔ اگر مولوی سے پوچھ کر مانتا ہے تو مینگل کے مطابق یہ تقلید ہے۔ یاد ہے نا آیت ''پوچھ لو اہل علم سے اگر تم نہیں جانتے''، اور پوچھنا تمہارے نزدیک مقدمہ تقلید ہے اور پھر عمل کرنا ثمرہ تقلید۔

اسی طرح منصوص مسائل ہیں مثلاً:
پانچ وقت مقررہ وقت پر نماز فرض ہے،
عامی مقلد کو کیسے پتہ چلا کہ قرآن و حدیث سے پانچ وقت نماز مقررہ وقت پر فرض ہے؟
ایک عامی مقلد جو ایک عربی عبارت اوپر سے دیکھ کر نہیں پڑھ سکتا، وہ قرآن و حدیث سے نماز کے مقررہ اوقات اور اس کی فرضیت کے دلائل کیسے تلاش کر لیتا ہے؟
اگر تو مولوی سے پوچھ کر عمل کرتا ہے تو یہ تیرے مطابق تقلید ہے، جو کہ تیرے نظریہ کے مطابق ناجائز ہے منصوص مسائل میں۔ تو کیا عامی مقلد منصوص مسائل میں خود مجتہد ہوتا ہے؟

اب دو ہی صورتیں بچتی ہیں، تیسری کوئی نہیں:
یا تو عامی کا مولوی سے مسئلہ پوچھ کر سمجھ کر عمل کرنا تقلید نہیں،
یا پھر سارے عامی مقلد حرام کے مرتکب ہیں، عقائد اور منصوص مسائل میں تقلید کر کے۔

قطعی الدلالۃ لوٹے بیچنے والے تبلیغی کو کیا پتہ قطعی الدلالۃ کیا ہوتا ہے؟
نہ وہ قطعی الدلالۃ اور ظنی الدلالۃ میں فرق کر سکتا ہے، اسے مولوی سے پوچھ کر ہی عمل کرنا ہے، پھر وہ قطعی الدلالۃ میں بھی مولوی کا مقلد بن گیا۔

اور اگر مولوی سے پوچھ کر عمل کرنا تقلید نہیں تو پھر مسئلہ حل ہو گیا، سارے عامی مقلد در حقیقت غیر مقلد ہی ہیں۔ کیونکہ جیسے بھی مسائل ہوں، عامی نے مولوی ہی سے پوچھنا ہے، اور یہ تقلید نہیں، نہ کوئی مقدمہ تقلید ہوتا ہے نہ ثمرہ تقلید۔
یہ سب مینگل دیوبندی کی ڈرامے بازیاں ہیں۔

اکثریت حق کا معیار نہیں

تحفۃ المناظر ۱۵۴ تقلید شخصی کا ثبوت

خواہش غالب اور احکام خداوندی کی تکمیل مغلوب ہو وہ دین نہیں، اور مذاہب اربعہ کو چھوڑنے میں نفسانی خواہشات کا غلبہ ہوتا ہے، مثلاً: غصے میں تین طلاقیں دے دیں ائمہ اربعہ کے نزدیک تینوں واقع ہو گئیں، لہٰذا غیر مقلدیت اختیار کر لی اور تین ایک ہے کا فتویٰ حاصل کر لیا، یہاں ترجیح اتباع نفس کی وجہ سے ہے، دین تابع اور نفس متبوع۔
اسی طرح سرد علاقے میں وضو کرنا دشوار ہے، حنفیہ کے نزدیک خون نکلنا ناقض وضو ہے، لہٰذا مذہب شافعی کو ترجیح دی کہ وضو نہیں ٹوٹا، پھر مس المرأۃ کا تحقق ہوا شوافع کے نزدیک وضو ٹوٹ گیا، لہٰذا حنفیت کو اختیار کیا۔
چوری میں ہاتھ کٹنے کا مسئلہ ہے اپنا رشتہ دار تھا تو حنفیت کو اختیار کیا کہ نصاب قطع دس درہم ہیں، کسی دشمن نے چوری کی تو مالکی مذہب راجح نظر آیا۔ وقس علیہ البواقی۔ نفس تو رخصت تلاش کرتا ہے جب کسی مذہب معین کا پابند نہیں ہوگا تو پھر دین، دین نہیں رہے گا۔(۱)

مذاہب اربعہ کی تقلید سواد اعظم کی تقلید ہے

اگر علماء کے اختلاف سے پریشان ہے کوئی ایک بات کہتا ہو تو دوسرا اس کے خلاف کوئی اور حکم دیتا ہے تو اس طریقے پر عمل پیرا ہو جس پر مومنین کی اکثریت عمل پیرا ہے۔
شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں: "ولما اندرست مذاهب الحقة إلا هذه الأربعة كان اتباعها اتباعاً للسواد الأعظم"(۱). جب باقی مذاہب حقہ ناپید اور ختم ہو گئے اور یہی مذاہب اربعہ باقی ہیں تو ان کا اتباع ہی سواد

(۱) یہاں بھی مولانا امین اللہ صاحب نے ص: (۱۳۰) پر حسب عادت تناقض ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی۔ لکھتے ہیں: حضرت صاحب اپنے تحفہ میں لکھتے ہیں مذاہب اربعہ سے اعراض فتنہ وفساد ہے۔ پھر لکھتے ہیں: مذاہب اربعہ کی تقلید سواد اعظم کی تقلید ہے۔ کہتے ہیں کہ اولاً آپ تو تین مذاہب کو چھوڑ چکے ہیں، تذکرہ چار کا کرتے ہیں اور تقلید ایک کی کرتے ہیں۔ ان کے کلام میں بڑا تناقض ہے۔ آپ ذرا غور کیجئے۔ پھر مسلم الثبوت کی عبارت سے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی کہ ائمہ اربعہ کے علاوہ دیگر علماء کی بات بھی مانی جا سکتی ہے۔
جس غور کا مشورہ مولانا دوسروں کو دے رہے ہیں اگر اس کا کچھ حصہ اپنے لئے بھی رکھتے تو بات واضح تھی۔ یہاں دو الگ الگ مسئلے ہیں اور دونوں کا اثبات الگ الگ عبارات سے ہوتا ہے۔ پہلا مسئلہ مطلق تقلید کا ہے کہ مطلق تقلید ضروری ہے کہ اس کے سوا چارہ کار نہیں، کیوں کہ ہر ایک میں اجتہاد کی صلاحیت کا نہ ہونا بدیہی اور فطری امر ہے۔ لہٰذا مطلق تقلید کے جواز واثبات کی تائید کے لئے ان عبارات کو پیش کیا۔ اور دوسرا مسئلہ تقلید شخصی کا ہے جو خاص ہے اور جس کے دلائل الگ سے ذکر کئے گئے۔
(۲) (عقد الجید: ۵۶، قرآن محل، مقابل مولوی مسافر خانہ، کراچی)
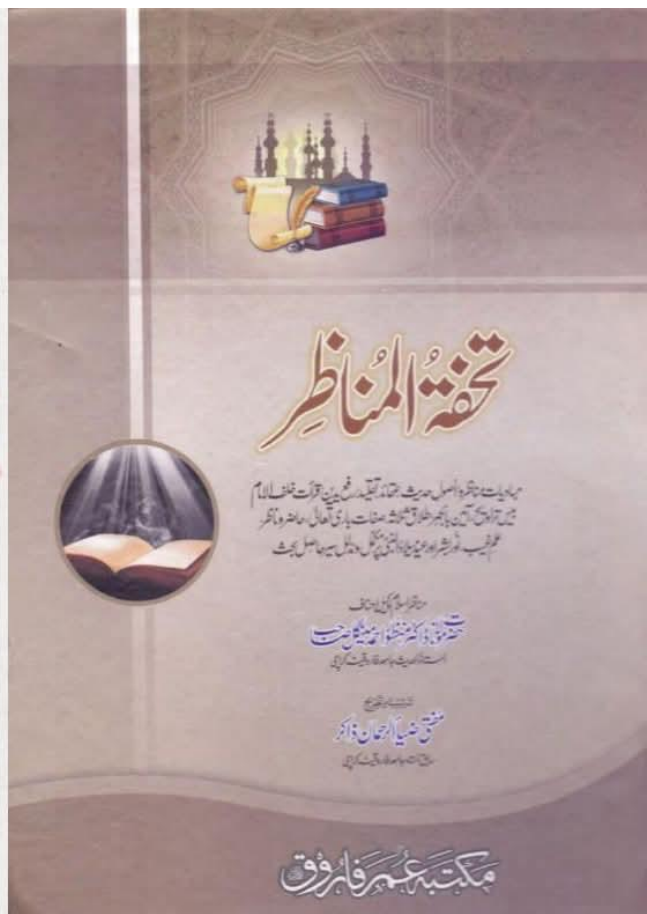
منظور مینگل دیوبندی لکھتا ہے:

"مذاہب اربعہ کی تقلید سواد اعظم کی تقلید ہے، اگر علماء کے اختلاف سے پریشان ہے کوئی، ایک بات کہتا ہے تو دوسرا اس کے خلاف کوئی اور حکم دیتا ہے تو اس طریقے پر عمل پیرا ہو جس پر مومنین کی اکثریت عمل پیرا ہے"

پہلی بات، مینگل دیوبندی نے لکھا کہ مذاہب اربعہ کی پیروی سواد اعظم کی پیروی ہے، اور یہ خود حنفی مقلدین ہی اس کی مخالفت کرتے ہیں، کیونکہ ان کے نزدیک چاروں میں سے ایک کی تقلید واجب ہے۔ مینگل دیوبندی دوسری جگہ خود کہتا ہے کہ کبھی ایک امام کی اور کبھی دوسرے امام کی ماننا تقلیدی دین کو کھلونا بنانا ہے، تو جب تیرے نزدیک مذاہب اربعہ کو ماننا تقلیدی دین کو کھلونا بنانا ہے تو پھر مذاہب اربعہ کی پیروی سواد اعظم کی پیروی کہاں سے ہو گئی؟

دوسری بات، ایک امام کا مقلد مومن نہیں، لہذا یہ مقلدو کی اکثریت جس پر عمل پیرا ہے، اس سے بچنا لازم ہے نہ کہ اس پر چلنا۔ اللہ پاک کا فرمان ہے:

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِي أَنفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا

(النساء، 65)

پس نہیں! تیرے رب کی قسم ہے! وہ مومن نہیں ہوں گے، یہاں تک کہ تجھے اس میں فیصلہ کرنے والا مان لیں جو ان کے درمیان جھگڑا پڑ جائے، پھر اپنے

دلوں میں اس سے کوئی تنگی محسوس نہ کریں جو تو فیصلہ کرے اور تسلیم کر لیں، پوری طرح تسلیم کرنا۔

اللہ پاک اختلاف کی صورت میں رسول پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی پیروی کا فرما رہا ہے اور مینگل دیوبندی کہتا ہے کہ مقلدو کی اکثریت جو کر رہی ہے، اس کی پیروی کرو۔ اللہ پاک نے فرمایا وہ مومن نہیں جو رسول پاک کو فیصل نہ مانے اپنے اختلافات میں، جبکہ مقلدین امتی کو فیصل بناتے ہیں، لہذا مینگل دیوبندی کا مقلدین کو مومنین کہنا جھوٹ ہے۔

تیسری بات، مقلدین ظن کی پیروی کرنے والے ہیں، جیسا کہ دیوبندیو کی بنائی ہوئی تقلید کی جدید تعریف ہی سے واضح ہے۔ پرائمری ماسٹر امین اکاڑوی دیوبندی کہتا ہے کہ اشرف علی تھانوی دیوبندی نے تقلید کی تعریف یہ کی ہے:
"تقلید کہتے ہیں کسی کا قول محض اس حسن ظن پر مان لینا کہ یہ دلیل کے موافق بتلا دے گا اور اس سے دلیل کی تحقیق نہ کرنا"
(تحقیق مسئلہ تقلید، ص 3)

زکریا کاندہلوی تبلیغی دیوبندی کہتا ہے:
"کیونکہ تقلید کی تعریف اس طرح کی گئی ہے کہ فروعی مسائل فقہیہ میں غیر مجتہد کا مجتہد کے قول کو تسلیم کر لینا اور اس سے دلیل کا مطالبہ نہ کرنا اس اعتماد پر کہ اس مجتہد کے پاس دلیل ہے"
(شریعت و طریقت کا تلازم، ص 6)

اس دیوبندیو کی تقلید کی جدید تعریف سے واضح ہے کہ مقلدین ظن کے پیروکار ہیں۔ کہتے یہ مقلدین خود کو امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے پیروکار ہیں لیکن حقیقت میں یہ ظن کی پیروی کرنے والے ہیں۔ برصغیر کا ہر مقلد ایسے ہی تقلیدی یعنی بلا دلیل زندگی گزارتا ہے اور ایسے ہی مر جاتا ہے۔ ان کا جینا بھی بلادلیل اور مرنا بھی بلادلیل۔

جبکہ قرآن میں اللہ پاک فرماتا ہے:
لِّیَہۡلِکَ مَنۡ ہَلَکَ عَنۡۢ بَیِّنَۃٍ وَّ یَحۡیٰی مَنۡ حَیَّ عَنۡۢ بَیِّنَۃٍ

(الانفال، 42)

جو ہلاک ہو دلیل پر (یعنی یقین جان کر) ہلاک ہو اور جو زندہ رہے، وہ بھی دلیل پر (حق پہچان کر) زندہ رہے۔

قرآن مجید میں ایک آیت ہے جو ان مقلدو کی زندگی پر پوری پوری صادق آتی ہے، اللہ پاک نے فرمایا:
وَ اِنۡ تُطِعۡ اَکۡثَرَ مَنۡ فِی الۡاَرۡضِ یُضِلُّوۡکَ عَنۡ سَبِیۡلِ اللّٰہِ ؕ اِنۡ یَّتَّبِعُوۡنَ اِلَّا الظَّنَّ وَ اِنۡ ہُمۡ اِلَّا یَخۡرُصُوۡنَ

(الانعام، 116)

اگر تم اُن لوگوں کی اکثریت کے کہنے پر چلو جو زمین میں بستے ہیں تو وہ تمہیں اللہ کے راستہ سے بھٹکا دیں گے، وہ تو محض گمان پر چلتے اور قیاس آرائیاں کرتے ہیں
(ترجمہ: محمود الحسن دیوبندی)

برصغیر کی اکثریت مقلدو کی ہے، ان کے پیچھے چلنے والے گمراہ ہوں گے کیونکہ یہ ظن یعنی گمان کی پیروی کرتے ہیں اور ان کے فقہاء قیاس آرائیاں کرتے ہیں۔

مقلدو کا ظن کی پیروی کرنا کیا ہے ؟
پہلے تو یہ اپنے امام ابوحنیفہ کے چھ سو سال بعد لکھی جانے والی اپنی فقہ حنفی کی کتاب سے اپنے امام کا بے سند قول اس ظن و گمان کی پیروی میں مان لیتے ہیں کہ یہ واقع امام ابوحنیفہ کا قول ہو گا۔

دوسرا، ان کے فقہاء نے فقہ حنفی میں جو قیاس آرائیاں کر کے کتابیں کالی کی ہیں ان قیاس آرائیوں کی کوئی نہ کوئی دلیل ہو گی، یہ ظن کی پیروی میں مانتے ہیں۔

تیسرا، ایک مسئلہ میں امام اور اس کے شاگردوں کے آدھی درجن اقوال میں سے ایک قول ظن کی پیروی میں مان لیتے ہیں کہ یہی راجح قول ہو گا۔

ایسے جاہلوں کی اکثریت ہے اور ایسی اکثریت کی ماننے والوں کے بارے کائنات کا رب کہتا ہے کہ اگر اس اکثریت کی مانو گے تو گمراہ کر دیں گے تمہیں۔

لہذا یہ جان لیں، رب العالمین کے فرمان پر ایمان رکھتے ہوئے برصغیر کے مقلدو کی نہیں ماننی، تبھی گمراہی سے بچے رہو گے، ورنہ یہ آپ کو بھی ظن کی پیروی پر لگا کر گمراہ کر دیں گے۔ اللہ پاک ایسے گمراہوں سے مسلمانوں کو محفوظ فرمائے، آمین۔

کیا مقلد امام کا قول چھوڑ سکتا ہے

تقلید شخصی کا مسئلہ ۱۶۷

اگر چہ ماہرین کو قول امام چھوڑنے کی اجازت ہے لیکن شیخ الہند اپنے کو ماہر فن نہیں بلکہ عامی شمار کرتے ہیں.
فرماتے ہیں ہم امام صاحب کی تقلید کریں گے۔ نیز آپ کو شیخ الہند اور علامہ لکھنوی کے اقوال تو نظر آ جاتے ہیں
علامہ ابن ہمام اور علامہ زیلعی کے اقوال کو بھی ملاحظہ فرمائیں جو فرماتے ہیں حنفیہ کا مسلک دلائل سے ثابت
اگر آپ کو اس پر اطمینان نہیں تو چلیں ان مسائل کے بارے میں مناظرہ کرتے ہیں کہ حنفیہ ان مسائل میں کمزور

دلیل

﴿اتخذوا أحبارهم ورهبانهم أرباباً من دون الله﴾. [التوبة: ۳۱].

''انہوں نے اپنے علماء اور درویشوں کو اللہ کے سوا اپنا معبود بنالیا ہے''۔

تحفۃ المناظر ۱۷۸

اگر آپ ہم سے ''ھدایہ'' وغیرہ کے ہر ہر مسئلے پر عمل کرانا چاہتے ہیں تو اولاً ''بخاری'' کی ہر ہر حدیث
کریں۔ کتاب التفسیر میں ﴿فأتوا حرثكم أنى شئتم﴾ [البقرة: ۲۲۳] کی تفسیر میں حضرت ابن عمر کی حدیث
بول قائماً، فجر کی سنتیں پڑھ کر سوجانا اور پھر اٹھ کر فرض پڑھنا۔ اور ایسی دیگر احادیث موجود ہیں ان پر عمل کریں۔
بخاری میں کتنی احادیث مرفوعہ اور اقوال صحابہ موجود ہیں لیکن ان پر آپ کا عمل نہیں اس لئے کہ آپ اقوال صحابہ کو حجت
ہی نہیں سمجھتے۔

الزام: کہتے ہیں کہ متاخرین کے بہت سے اقوال ایسے ہیں وہ فقہ حنفی کے مخالف ہیں، آپ کے متاخرین
خود فقہ حنفی سے بے زار ہیں۔ جواب یہ ہے کہ اگر متاخرین قواعد وضوابط اور متقدمین کے فتاویٰ کی روشنی میں کوئی
جاری کریں تو اس سے کہاں لازم آتا ہے کہ وہ فقہ حنفی سے بیزار ہیں۔ اس طرح تو غیر مقلدین کئی احادیث پر عمل نہیں
کرتے، لہذا کہا جائے گا کہ غیر مقلدین حدیث سے بیزار ہیں۔

جواب: دراصل بات یہ ہے کہ یہ اس قسم کے مسائل ہیں جن میں متاخرین نے اس بات کی تصریح کی
کہ اس زمانے میں اس قول پر عمل ہوگا اور پہلے والے قول پر عمل نہیں کیا جائے گا یعنی تبدل زمان سے حکم بھی تبدیل
ہوگا۔ اور اس سے فقہ حنفی سے خروج لازم نہیں آتا، ایسے مسائل کی تعیین اہل فن اور ماہرین کریں گے۔

امام معصوم نہیں

کہتے ہیں کہ ''امام معصوم نہیں ان سے غلطی ہوسکتی ہے۔'' یہ بات درست ہے کہ امام معصوم نہیں اور ان سے
غلطی ہوسکتی ہے لیکن آپ یہ کہتے ہیں کہ ''یہ مسئلہ غلط ہے'' اور ''ہوسکتا ہے'' میں بہت فرق ہے۔ صرف اس احتمال
سے آپ امام صاحب کے سارے استنباطات کو غلط قرار دیتے ہیں۔ احتمال تو ہر مسئلے میں نکلتا ہے احتمال کی بنیاد پر
کرنا اور حقائق کو ٹھکرانا کسی صورت میں درست نہیں۔ احتمال تو (نعوذ باللہ) قرآن میں بھی ہوسکتا ہے تو کیا اس
کی وجہ سے (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ) آپ قرآن کو غلط قرار دیں گے۔ اگر آپ یہ کہیں کہ قرآن کے بارے میں
﴿إنا نحن نزلنا الذكر وإنا له لحافظون﴾ [الحجر: ۹]، موجود ہے تو اس پر بھی اعتراض ہوسکتا ہے
ہے یہ بھی خود بنائی ہوئی ہو۔ اسی لئے ہم کہتے ہیں محض احتمال کی وجہ سے کسی مسئلہ کو غلط نہیں قرار دیا جاسکتا۔
عقل کسی چیز کو نہیں چھوڑتی۔ ہر چیز کے اندر احتمال نکال لیتی ہے، عقل تو یہ بھی کہتی ہے کہ آدمی اپنے

تحفۃ المناظر

مکتبہ عمر فاروق

منظور مینگل دیوبندی لکھتا ہے:

"اگرچہ ماہرین کو امام کا قول چھوڑنے کی اجازت ہے، بات دراصل یہ ہے کہ یہ اس قسم کے مسائل ہیں جس میں متاخرین نے اس بات کی تصریح کی ہے کہ اس زمانے میں اس قول پر عمل ہو گا اور پہلے والے قول پر عمل نہیں کیا جائے گا، یعنی زمانہ کے تبدل سے حکم بھی تبدیل ہو گا، اور اس سے فقہ حنفی سے خروج لازم نہیں آتا"

ایسی ہی بات تقی عثمانی دیوبندی نے بھی اپنی کتاب تقلید کی شرعی حیثیت میں کی ہے، لکھا ہے:

"یہ مثالیں تو ان مسائل کی ہیں جن میں تمام متاخرین حنفی فقہاء امام ابوحنیفہ کے قول کو ترک کرنے پر متفق ہو گئے اور ایسی مثالیں تو بہت سی ہیں جن میں بعض فقہاء نے انفرادی طور پر کسی حدیث کی وجہ سے امام ابوحنیفہ کے قول کی مخالفت کی ہے"

حدیث کی بنیاد پر امام کا قول چھوڑ دینے والا قابل ملامت نہیں تو اہل حدیث یہی کام کریں تو قابل ملامت کیوں؟ لیکن حقیقت میں ان دونوں مولویو کے اکابرین نے حدیث چھوڑ کر امام کے قول کو ماننا اور ماننے کی دعوت دی ہے، کیونکہ امام اعظم کے قول کو مرجوح اور غیر مفتی بہہ کہنے کے لیے ایک اور امام اعظم درکار ہے۔

درمختار میں لکھا ہے:

"کہ جو حنفی امام کے قول کو رد کرے اس پر ریت کے ذروں کے برابر لعنت ہو"

محمود الحسن دیوبندی صاحب "خیار مجلس" البیعان بالخیار ما لم یتفرقا کے مسئلہ میں فرماتے ہیں:

"الحق والانصاف ان الترجیح للشافعی فی ھذہ المسئلة و نحن مقلدون یجب علینا تقلید امامنا ابی حنیفه"

حق اور انصاف یہ ہے کہ اس مسئلہ میں امام شافعی کو ترجیح حاصل ہے مگر ہم امام ابوحنیفہ کے مقلد ہیں، ہم پر انکی تقلید واجب ہے۔

(تقریر ترمذی، ص: 39)

شیخ احمد سرہندی تشہد میں شہادت کی انگلی سے اشارہ کرنے کے بارے میں لکھتے ہیں:

"جب روایات معتبرہ میں اشارہ کرنے کی حرمت واقع ہوئی ہو اور اس کی کراہت پر فتویٰ دیا ہو اور اشارہ و عقد سے منع کرتے ہوں اور اس کو اصحاب کا ظاہر اصول کہتے ہوں تو پھر ہم مقلدوں کو مناسب نہیں کہ احادیث کے موافق عمل کرکے اشارہ کرنے میں جرات کریں اور اس قدر علمائے مجتہدین کے فتویٰ کے ہوتے امر محرم اور مکروہ اور منہی کے مرتکب ہوں"

(مکتوبات، جلد 1، مکتوب 312)

ابن نجیم حنفی صاحب جنہیں ابوحنیفہ ثانی کہا جاتا ہے، اگر یہ بھی حنفی ماہرین میں سے نہیں تو پھر کوئی بھی نہیں، فرماتے ہیں:

"ایک مومن کا دل یہ گوارا نہیں کرتا کہ ذمی رسول پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی گستاخی کرتا رہے اور اسے کچھ نہ کہا جائے، لیکن ہم امام ابو حنیفہ کے مقلد ہیں، ہم پر ان کی تقلید واجب ہے"

محمود الحسن دیوبندی صاحب کہتے ہیں:

"لیکن سوائے امام کے قول سے ہم پر حجت قائم کرنا بعید از عقل ہے"

رشید احمد لدھیانوی دیوبندی صاحب کہتے ہیں:

"غرض یہ کہ یہ مسئلہ اب تشنہ تحقیق ہے، لہذا ہمارا فتوی اور عمل قول امام رحمہ اللہ کے مطابق ہی رہے گا۔ اس لیے کہ ہم امام رحمہ اللہ کے مقلد ہیں اور مقلد کے لیے قول امام حجت ہوتا ہے نہ کہ ادلہ اربعہ (قرآن و حدیث، اجماع و قیاس) کہ ان سے استدلال وظیفہ مجتہد ہے"

مزید لکھتے ہیں:

"تبرعا لکھ دی ہے، ورنہ رجوع الی الحدیث وظیفہ مقلد نہیں"
(احسن الفتاوی)

قاضی زاہد حسینی دیوبندی صاحب لکھتے ہیں:

"حالانکہ ہر مقلد کے لیے آخری دلیل مجتہد کا قول ہے۔ جیسا کہ مسلّم الثبوت میں ہے: اما المقلد فمستندہ قول المجتھد۔ اب ایک شخص امام ابو حنیفہ کا مقلد ہونے کا مدعی ہو اور ساتھ وہ امام ابو حنیفہ کے قول کے ساتھ یا علیحدہ قرآن و سنت کا بطور دلیل مطالبہ کرتا ہے، تو وہ بلفاظ دیگر اپنے امام اور رہنما کے استدلال پر یقین نہیں رکھتا"
(کتاب دفاع امام ابوحنیفہ، عبدالقیوم حقانی)

مفتی احمد یار خان نعیمی بریلوی صاحب لکھتے ہیں:

"حنفیوں کے دلائل یہ روایتیں نہیں، ان کی دلیل صرف قول امام ہے۔ ہم مسائل شرعیہ میں امام صاحب کا قول و فعل اپنے لئے دلیل سمجھتے ہیں اور دلائل شرعیہ میں نظر نہیں کرتے"
(جاء الحق)

احمد رضا خان بریلوی صاحب فرماتے ہیں:

"امام کا قول ضروری ایسا امر ہے جس کے ہوتے ہوئے نہ روایت پر نظر ہو گی نہ ترجیح پر"
(فتاوی رضویہ، جلد 1)

اصول کرخی میں مقلدین کے لیے اصول درج ہے:

"ہر وہ آیت یا حدیث جو ہمارے اصحاب (یعنی فقہاء حنفیہ) کے قول کے خلاف ہو گی، اسے یا تو منسوخ سمجھا جائے گا، یا ترجیح پر محمول کیا جائے گا، اور اولیٰ یہ ہے کہ اس آیت کی تاویل کرکے اسے (فقہاء کے قول) کے موافق کر لیا جائے"
(اصول کرخی، ص 12)

ان تصریحات سے معلوم ہوا کہ حنفی فقہاء کے لیے امام کے قول کو چھوڑنا جائز نہیں۔ اگر وہ حدیث دیکھ کر امام کا قول چھوڑتا ہے تو اسے اپنے امام کے قول پر اعتماد نہیں، یعنی وہ مقلد نہیں رہا۔ ادلہ اربعہ سے استدلال مجتہد کا کام ہے، مقلد کا نہیں۔

اسی لیے مذکورہ بالا مقلد مولویو نے حدیثیں چھوڑ دی اور امام کے قول کی تقلید کی ہے، اور کہا کہ ہم پر یہی واجب ہے کہ امام کے قول کی پیروی کی جائے۔

اور یہی اصل تقلید ہے کہ قرآن و حدیث کے برعکس امتی کی بے دلیل رائے کو حجت مان کر پیروی کرنا۔

اماموں کی تقلید کس نے واجب کی؟

تقلید سے مفر نہیں

عامی کے لئے تو تقلید کرنا ویسے ہی لازم ہے لیکن اگر بڑا عالم ہے مگر اجتہاد کی صلاحیت نہیں تو اسے بھی تقلید
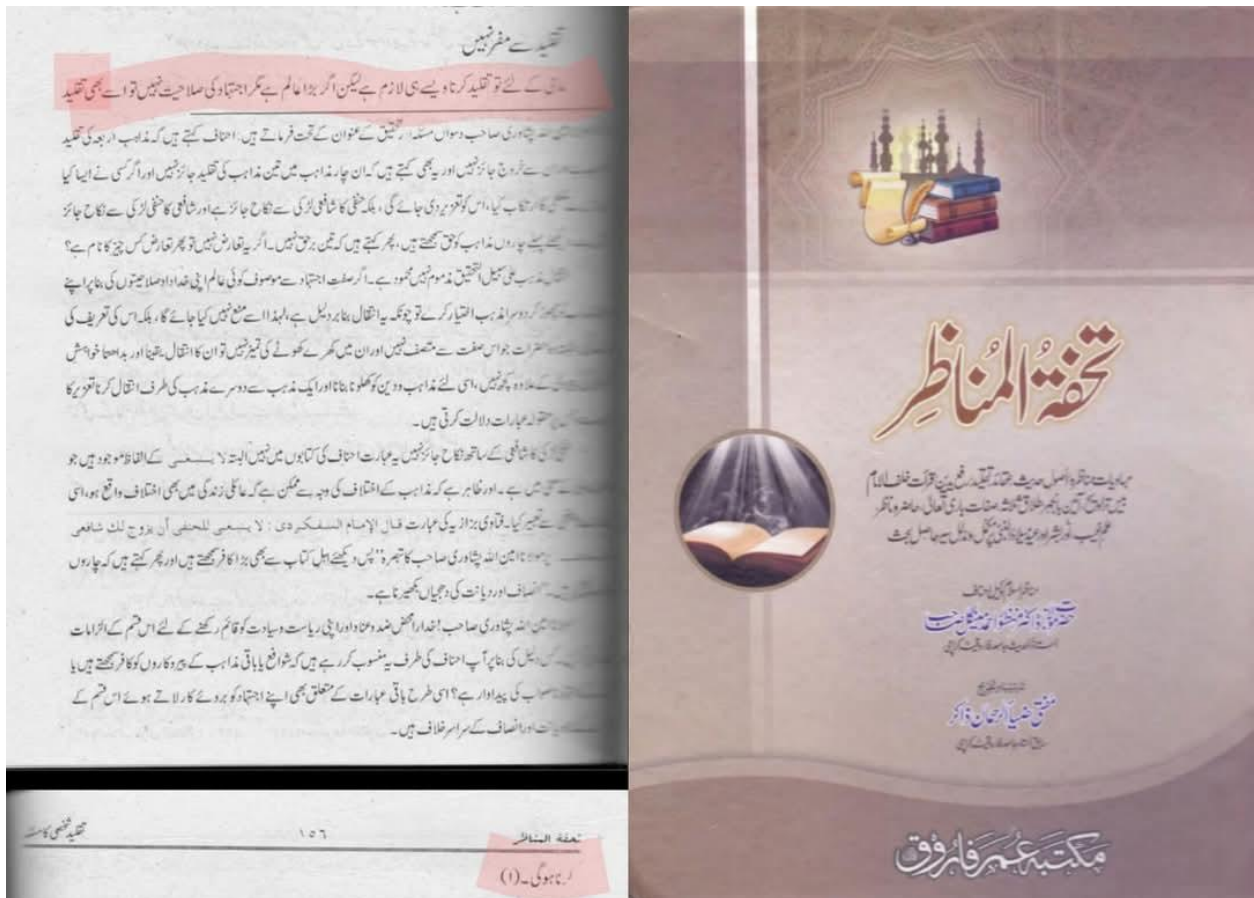
کرنا ہوگی۔(۱)

منظور مینگل دیوبندی لکھتا ہے:

"عامی کے لیے تقلید کرنا تو ویسے ہی لازم ہے، لیکن اگر بڑا عالم ہے لیکن اجتہاد کی صلاحیت نہیں تو اسے بھی تقلید کرنا ہو گی"

اس عقل کے دشمن مینگل دیوبندی نے عالم اور جاہل کا فرق ہی ختم کر دیا ہے۔

اللہ پاک فرماتا ہے:

"قُلْ هَلْ يَسْتَوِى الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ اِنَّمَا يَتَذَكَّرُ اُولُو الْاَلْبَابِ"

(الزمر، 9)

"بتاؤ تو علم والے اور بے علم کیا برابر کے ہیں؟ یقیناً نصیحت وہی حاصل کرتے ہیں جو عقلمند ہوں۔"

چار ائمہ کے بعد قیامت تک سارے مقلد ہی رہیں گے ان مقلدو کے مطابق، کیونکہ ان کے نزدیک مجتہد پیدا کرنے پر اللہ نے پابندی لگا دی ہے۔ اور اگر کوئی پیدا ہو بھی گیا تو انہوں نے اسے مجتہد ماننا ہی نہیں۔ لہذا قیامت تک کے لیے چار امام فکس کر لیے گئے ہیں۔

اب سوال یہ ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے منسوب مذہب، مسجدیں، مدرسے، مکتبے تو ایک صدی تک چلنے تھے اور اللہ پاک نے ان کی اتباع کے دلائل سے قرآن بھر دیا۔

اور جن چار اماموں کے نام پر قیامت تک مذہب، مسجدیں، مدارس، مکاتب چلنے تھے ان کا کہیں قرآن و حدیث میں نام تو دور کی بات، حوالہ بھی نہیں۔

یہ اللہ پاک کا طریقہ نہیں۔

اللہ کا طریقہ یہ ہے کہ جو چیز انسان کے لیے جتنی ضروری ہے، اس کے بارے احکامات بھی اسی کثرت سے اللہ پاک بیان فرماتا ہے۔

اگر تقلید کے بغیر جنت نہیں ملنی تھی، اگر تقلید کے بغیر گزارا نہیں تھا امت محمدیہ کا، اگر تقلید کے بغیر نجات ممکن نہیں، اگر تقلید کے بغیر دین پر عمل ممکن نہیں، اگر تقلید کے بغیر گمراہی ہے، تو اللہ پاک کو اس کے بارے صراحت سے آگاہ کرنا چاہیے تھا اپنے بندوں کو۔

ان چار اماموں کی تقلید کے بارے احکامات بھی اسی کثرت سے ہوتے جتنی ضروری ان کی تقلید کرنا ہے۔
کیونکہ یہ شریعت کا ضابطہ ہے کہ جو چیز انسان کے لیے جتنی زیادہ ضروری ہے، اتنے ہی کثرت سے اس کا ذکر ہے۔

مثلاً نماز ادا کرنا انسان کے لیے اہم و لازم عمل ہے، اس لیے تقریباً سو بار اللہ پاک نے قرآن میں اس کا ذکر کیا ہے۔

لیکن پورے قرآن میں اللہ پاک نے تقلید کا لفظ تک استعمال نہیں کیا، ذکر تو دور کی بات ہے۔
رسول پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اپنے فرمودات میں تقلید کا لفظ استعمال نہیں کیا، کسی امام کا نام تک نہیں لیا، کسی مجتہد کا ذکر نہیں کیا۔

یہ کیسی ضروری اور واجب چیز تھی جس کا نام تک نہیں لیا گیا؟

نبی پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی اطاعت و اتباع واجب تھی۔
اللہ پاک نے صراحت سے قرآن پاک میں کئی بار حکم دیا۔
لیکن ائمہ اربعہ کی پیروی کا ذکر تک نہیں۔

اب اللہ پاک کو تو معلوم تھا ائمہ اربعہ نے آنا ہے اور لوگوں نے ان کی تقلید کا پٹہ اپنے گلے میں ڈالنا ہے، قیامت تک مذہب ان کے نام پر چلانا ہے، مدرسے، مسجدیں، مکتبے ان کے ناموں سے منسوب ہونے ہیں، دیوبندیوں نے اپنی ساری زندگی تقلید ثابت کرتے کرتے مر جانا ہے۔
لیکن اللہ پاک نے آگاہ نہیں فرمایا تقلید کے بارے، کہ ان کی تقلید کرنا نجات پا جاؤ گے۔

نبی پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے استنجا کیسے کرنا ہے یہ تک بتا دیا اپنی امت کو، لیکن چار امام آنے ہیں، ان کے پیچھے چلنا ہے، یہ نہیں بتایا۔

عیسی علیہ السلام نے قرب قیامت آنا ہے، یہ بتایا۔
امام مہدی نے قرب قیامت آنا ہے، یہ بتایا۔
لیکن چار اماموں کا نہیں بتایا۔

یہ قابل غور بات سمجھیں کہ قرب قیامت ایک امام نے آنا ہے یعنی امام مہدی نے۔

اس کے بارے رسول پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے بتا دیا، لیکن قیامت تک جن چار اماموں کی تقلید لوگوں نے کرنی ہے، ان کا بتایا ہی نہیں۔

اس سے معلوم ہوا یہ تقلید کوئی دین اور شریعت کا حصہ نہیں بلکہ چوتھی صدی کی ایک بدعت ہے۔
اس پر عمل واجب نہیں، اس سے بچنا واجب ہے۔
یہ ثابت کرنے کی چیز نہیں بلکہ رد کرنے کی چیز ہے۔

ساری زندگی غیر نبی کی پیروی میں گزار کر مقلد مر جاتا ہے۔
اس لیے یہ عزت کی نہیں، ذلت کی چیز ہے۔

امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:
"وأما أن يقول قائل: إنه يجب على العامة تقليد فلان أو فلان، فهذا لا يقوله مسلم"
(مجموع الفتاوی، 249/22)

"اور اگر کوئی کہنے والا کہے کہ عوام پر فلاں یا فلاں کی تقلید واجب ہے تو یہ قول کسی مسلمان کا نہیں ہے۔"

ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے مطابق مینگل اور سارے دیوبندی مسلمان نہیں۔

ملا علی قاری حنفی فرماتے ہیں:

"إن الله لم يكلف أحداً أن يكون حنفياً أو مالكياً أو شافعياً أو حنبلياً، بل كلفهم أن يعملوا بالسنة"

(شرح عین العلم، ص: 324)

"اللہ تعالیٰ نے کسی کو اس بات کا مکلف نہیں بنایا کہ وہ حنفی یا شافعی یا مالکی یا حنبلی بنے، بلکہ اللہ تعالیٰ نے سب کو سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کرنے کا مکلف بنایا ہے۔"

کیا محدثین کی ماننا تقلید ہے؟

تحفۃ المناظر ۱۲۲ مسلک احناف

تعیین علل مجتہد کا کام ہے

اگر کوئی کہے کہ علت اسکار نکالنا اور حکم کو بھنگ کی طرف منتقل کرنا آسان ہے، اس کے لئے مجتہد کی کیا ضرورت؟ اس کا جواب یہ ہے کہ علت کی تعیین کہ یہ علت حقیقی ہے یا سبب قریب؟ یہ حکم معلول بعلتین ہے یا بعلۃ واحدۃ وغیرہ صرف مجتہد ہی کر سکتا ہے، غیر مجتہد کے بس کی بات نہیں۔

ایک کی ہی تقلید کیوں

اگر اولی الامر سے امراء مراد لئے جائیں تو اولی الامر جمع کا صیغہ ہے، آپ کتنے امیروں کے قائل ہیں ظاہر ہے کہ ایک ہی امیر ہوگا۔ ''مسلم شریف'' کی حدیث میں ہے: ''ایک امام کی موجودگی میں اگر دوسرا امامت کا دعویٰ کرے تو اسے قتل کیا جائے گا'' (۱)۔

اسی طرح ائمہ فقہاء میں سے بھی صرف ایک کی تقلید کی جائے گی یعنی جو علم وتقویٰ کے لحاظ سے برتر ہو، ہماری تحقیق کے مطابق امام ابوحنیفہ اس معیار پر پورے اترتے ہیں، لہٰذا ہم ان کی تقلید کرتے ہیں۔

غیر مقلدین بھی تقلید میں مبتلا ہیں

چار ائمہ کو منتخب کرکے پھر کسی ایک امام کو مختص کرنا مقلدین کا تفرد نہیں، غیر مقلدین بھی اسی طرح کرتے ہیں لیکن انداز کچھ اور ہے، غیر مقلدین بھی اپنے عام علماء اور بڑے علماء کو برابر نہیں سمجھتے، جتنا اعتماد انہیں اپنے بڑے علماء پر ہے عام علماء پر نہیں، بڑے علماء میں بھی فرق کرتے ہیں اور یہ فرق صرف اس وجہ سے ہے کہ وہ اپنے بڑے علماء کو علم وتقویٰ کی بناء پر زیادہ قابل اعتماد سمجھتے ہیں، اسی لئے عام علماء کے فتاویٰ جمع نہیں کرتے اور تقلید اسی کا نام ہے کہ اتباع الإنسان غيره في مايقول أو يفعل معتقداً للحقية من غير نظر إلى الدليل.

غیر مقلدین کے دلائل خود تقلید پر مبنی ہیں، کیونکہ وہ کہتے ہیں امام ابوحنیفہ نے فلاں مسئلے میں حدیث صحیح کی مخالفت کی، جب ان سے کہا جاتا ہے کہ آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ یہ حدیث صحیح ہے؟ تو کہتے ہیں حافظ ابن حجر وغیرہ فلاں نے اس کی تصحیح کی۔ یہ خود تقلید ہے کہ حافظ ابن حجر وغیرہ کی بات تسلیم کرتے ہیں۔ یہاں دوہرا معیار کہ ائمہ اربعہ کی تقلید حرام وشرک قرار پائے اور حافظ ابن حجر ودیگر محدثین کی تقلید سر آنکھوں پر۔

(۱) (الصحيح لمسلم، كتاب الإمارة، باب إذا بويع لخليفتين: ۲/۱۲۸، قديمي).

منظور مینگل دیوبندی لکھتا ہے:

"غیر مقلدین کے دلائل خود تقلید پر مبنی ہیں، کیونکہ وہ کہتے ہیں امام ابو حنیفہ نے فلاں مسئلہ میں حدیث صحیح کی مخالفت کی۔ جب ان سے کہا جاتا ہے کہ آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ یہ حدیث صحیح ہے تو کہتے ہیں حافظ ابن حجر اور فلاں فلاں نے اس کی تصحیح کی ہے۔ یہ خود تقلید ہے کہ حافظ ابن حجر کی بات تسلیم کرتے ہیں۔ یہاں دوہرا معیار کہ ائمہ اربعہ کی تقلید حرام و شرک قرار پائے، حافظ ابن حجر اور دیگر محدثین کی تقلید سر آنکھوں پر۔"

پہلی بات تو یہ ہے کہ محدثین کا مینگل اور دوسرے دیوبندی بھی حکم حدیث مانتے ہیں لیکن انہوں نے کبھی نہیں کہا کہ ہم محدثین کی تقلید کرتے ہیں۔ آج بھی کوئی پوچھ لے ان سے تو یہی کہیں گے کہ ہم تو فقہ حنفی کے مقلد ہیں، امام بخاری و دیگر محدثین کے نہیں۔ تو جب تم خود ہی اسے تقلید نہیں مانتے تو ہمیں کیسے ان کی تقلید کروا رہے ہو؟

دوسری بات، حقیقت یہ ہے کہ مقلدین کو ہزار سال سے آج تک یہ ہی سمجھ نہیں آئی کہ تقلید کہتے کسے ہیں۔ نہ ہی ہزار سال سے مقلدین تقلید کی تعریف پر متفق ہو سکے ہیں۔ جس طرح شیعہ کے ہر ذاکر کا اپنا اپنا ہی واقعہ کربلا ہے، اسی طرح مقلدین کے ہر عالم کی اپنی اپنی تقلید کی تعریف ہے۔ یہی اس کے بدعت ہونے کی ایک نشانی ہے۔

بہرحال، تقلید کی تعریف جو عموماً بیان کی جاتی ہے وہ یہ ہے کہ:
"غیر نبی کی بات کو جس کا قول ماخذِ شریعت میں سے نہ ہو، بلادلیل حجت ماننا تقلید ہے۔"

تو بات یہ ہے کہ کسی شخص کی گواہی قبول کرنا تقلید نہیں۔ یہ بات اصول فقہ حنفی میں بھی لکھی ہے لیکن مقلدین کو اس کا علم ہی نہیں۔ محدثین کی روایات بھی گواہیاں ہیں: کہ میں نے فلاں سے سنا، فلاں نے فلاں سے سنا، فلاں ثقہ ہے، فلاں ضعیف ہے، فلاں کذاب ہے۔ اور اسے قبول کرنا تقلید نہیں۔

اللہ پاک نے قرآن میں ارشاد فرمایا ہے:
"اگر کوئی فاسق خبر لے کر آئے تو اس کی تحقیق کر لیا کرو۔"
اس سے محدثین نے اصول نکالا ہے کہ عادل کی گواہی قبول ہو گی اور فاسق کی گواہی کی تحقیق کی جائے گی۔
تو محدثین کی روایت اور روات پر گواہیاں ہیں، جو ان کے عادل ہونے کی وجہ سے قبول کی جاتی ہیں آیت کے حکم کے تحت۔

لہٰذا عادل شخص کی گواہی قبول کرنا قرآن سے ثابت ہے جو کہ شریعت کا ماخذ ہے، اور یہ تقلید نہیں۔

پھر محدثین سے دلیل کی بنیاد پر اختلاف بھی کیا جاتا ہے، جو کہ اس کی واضح دلیل ہے کہ اہل حدیث محدثین کی تقلید نہیں کرتے۔

ایک اعرابی رسول پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پاس آیا۔ کہا: میں نے چاند دیکھا ہے، یعنی رمضان کا چاند۔

آپ نے فرمایا: "تو اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی پوجا کے لائق نہیں؟"

اس نے کہا: ہاں۔

فرمایا: "تو اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں؟"

اس نے کہا: ہاں۔

آپ نے فرمایا:

"اے بلال! لوگوں میں اعلان کر دے کہ کل روزہ رکھیں۔"

(رواہ ابو داؤد، الترمذی، النسائی، ابن ماجہ، الدارمی، مشکوٰۃ)

اسی طرح دوسری روایت میں ہے:

سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ لوگ چاند دیکھنے لگے۔ میں نے رسول پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو خبر دی کہ میں نے بھی چاند دیکھا ہے۔ میری خبر پر آپ نے خود بھی روزہ رکھا، اور لوگوں کو بھی روزہ رکھنے کا حکم دیا۔

(مشکوٰۃ)

اسی طرح اور بھی اس موضوع پر روایات ہیں۔ اس میں واضح طور پر ہے کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ایک اعرابی اور سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے کہنے پر کہ ہم نے چاند دیکھا ہے، روزہ رکھا۔

اب کیا مینگل دیوبندی یہ کہے گا کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ان کی تقلید کی ہے؟

مقلد مولوی کا کام ہے دھوکہ دینا، اور مقلد عوام شوق سے دھوکہ کھاتی ہے صرف اس وجہ سے کہ اہل حدیث کے خلاف کچھ مل جائے انہیں۔

لیکن اللہ پاک کے فضل و کرم سے جو مسلکِ حق ہو، ان کی مخالفت اپنا ہی نقصان کرنے والی بات ہے۔

اسلام کے قوانین ہی گواہوں پر ہیں:

زنا کے لیے چار گواہ، قرض کے لین دین میں دو گواہ، نکاح میں دو گواہ، طلاق میں گواہ، قتل کے مقدمات میں گواہ، شراب کے مقدمات میں گواہ، چوری کے مقدمات میں گواہ، وغیرہ وغیرہ۔

یعنی اسلامی قوانین کا مدار ہی گواہی پر ہے۔

اس طرح ہر بندہ ہی مقلد بن جاتا ہے؟

اس لیے حنفی فقہاء نے اصول لکھ دیا کہ:

"قاضی کا گواہوں کی گواہی قبول کرنا تقلید نہیں۔"

لہذا یہ مینگل دیوبندی کا دجل ہے کہ محدثین کی گواہیاں ماننا تقلید ہے۔

فرضی صورتیں بنا کر مسائل گھڑنا

تحفۃ المناظر ۱۲۸

صحیح یہ ہے کہ کوئی لا إله إلا الله یا أشهد أن لا إله إلا الله محمد رسول الله پڑھے۔اس سے پوچھا جائے کہ تم نے کیا پڑھا اور کیوں پڑھا؟ تو وہ کہے کہ لوگ جب یہ کلمہ پڑھتے ہیں تو اللہ کے ہاں ان کا شمار مسلمانوں میں ہوتا ہے، میں نے بھی اس لئے پڑھا تا کہ مسلمان ہو جاؤں تو وہ مؤمن ہوگا"۔

آپ سے سوال ہے کہ اس آدمی کا ایمان معتبر ہے یا نہیں؟ اگر اس کا ایمان معتبر ہے تو یہ ایمان تقلیدی ہے آپ نے تو اصل الاصول میں تقلید کو قبول کر لیا اور اگر اس کا ایمان معتبر نہیں تو پھر سارے کافر ہیں۔

فقہ حنفی کی خصوصیت

امت پر فقہ حنفی کا بہت احسان ہے، فقہ حنفی ہی وہ واحد فقہ ہے، جس میں فقہ تحقیقی اور فقہ تقدیری دونوں موجود ہیں، فقہ تحقیقی صرف ان مسائل کا حل جن کا وقوع بھی ہوا ہو، فقہ تقدیری فرضی صورتیں بنا کر ان کا جواب دینا، اگر یوں ہو تو اس کا یہ حکم ہے، آج کل سینکڑوں پیش آمدہ مسائل فقہ تقدیری کی روشنی میں حل کئے جاتے ہیں، امام رازی رحمہ اللہ تعالیٰ نے تفسیر کبیر لکھی عقلی احتمالات بنا کر ان کے جوابات دیئے اور وہ احتمالات آج پیش آرہے ہیں۔(۱)

(۱) فقہ حنفی کی یہ خصوصیت واحسان غیر مقلدین کے لئے نا قابل تحمل ہوا، لہذا مولانا امین اللہ صاحب اپنی عادت کے مطابق عبارات میں تناقض ثابت کرنے کے بعد اس پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں (۱۰۴): اس عبارت میں منظور صاحب پوری امت پر فقہ حنفی کی تقلید کو واجب کرنا چاہتے ہیں، لیکن بے بس ہیں۔ ہم کہتے ہیں: اس میں بکثرت غلط مسائل ہیں۔ ستر فیصد باطل ہیں ان شاء اللہ موقع پر بیان کر سکتے ہیں۔ پھر ص: (۱۲۶) پر لکھتے ہیں: ہم کہتے ہیں کہ یہ تقدیری فقہ جو فرضی مسائل ہیں صحیح نہیں ہے، بلکہ تحقیقی ۷۰/ فیصد قرآن وسنت کے خلاف ہے۔ فقہ حنفی کا پوری امت پر کوئی احسان نہیں ہے، بلکہ کتاب وسنت کا احسان ہے، محدثین کا ہے جنہوں نے دین کو جمع کیا۔

معلوم نہیں کس جملے سے مولانا یہ سمجھے ہیں کہ پوری امت پر فقہ حنفی کی تقلید واجب کرنے کا ارادہ ہے؟ اصل عبارت اور مولانا کا تبصرہ دیکھنے کے بعد ہر ذی عقل جان لے گا کہ عبارت کا مقصد کیا ہے؟ جو حضرات اردو کی عبارت کے مفہوم ومقصد کو سمجھ پا رہے وہ ببانگ دہل تقلید سے بیزاری اور محقق ہونے کے مدعی ہیں؟ یا للعجب!

علاوہ ازیں فقہ حنفی کے مسائل کے متعلق مولانا نے جا بجا اس قسم کا تبصرہ کیا۔ ہمیں یقین ہے کہ مولانا فقہ حنفی میں مسائل کے طبقات وغیرہ کی حقیقت سے بخوبی واقف ہوں گے، لیکن اپنی عادت سے مجبور ہو کر اس قسم کے تبصرے کرتے ہیں لہذا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ فقہ حنفی میں موجود مسائل کے متعلق کچھ وضاحت کی جائے۔ (بقیہ اگلے صفحہ پر)

منظور مینگل دیوبندی لکھتا ہے :

"امت پر فقہ حنفی کا احسان ہے، فقہ حنفی ہی وہ واحد فقہ ہے جس میں فقہ حقیقی اور فقہ تقدیری دونوں موجود ہیں، فقہ حقیقی صرف ان مسائل کا حل ہے جن کا وقوع بھی ہوا، اور فقہ تقدیری فرضی صورتیں بنا کر ان کا جواب دینا کہ اگر یوں ہو تو اس کا حکم یہ ہے"

مینگل دیوبندی کے اقرار کے بعد کہ فقہ حنفی کی کتابیں فرضی مسائل سے کالی کر دی گئی ہیں، ہم یہ ثابت کر دیں گے کہ فقہ حنفی اصولی طور پر ہی منہج سلف صالحین کے خلاف ہے، یعنی حنفی کم از کم وہ فرقہ نہیں جس پر صحابہ کرام تھے۔

سب سے پہلے تو فقہ حنفی کی حقیقت جانتے ہیں۔

فقہ حنفی کے اصول مرتب کرنے والے معتزلہ تھے، جو کہ ایک عقل پرست فرقہ ہے۔ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں :

"بعض فقہاء عصر کے ذہن میں یہ سمایا ہوا ہے کہ مذہب حنفی کی بنا ان کلمات جدلیہ پر ہے جو سرخسی کی المبسوط، ہدایہ، اور تبیین وغیرہ میں مذکور ہیں، ان کو یہ نہیں پتہ سب سے پہلے معتزلہ نے ان باتوں کی بنیاد ڈالی ہے (اصل) حنفیوں کا مذہب ان چیزوں پر مبنی نہیں..."

مزید فرماتے ہیں :

"یہ مرض فقہاء حنفیہ میں معتزلہ کی چھوت سے پیدا ہوا ہے، اس کی دلیل یہ ہے کہ (حنفی اصول) قاعدہ نمبر 5 سب سے پہلے عیسی بن ابان (معتزلی) نے نکالا، پھر حنفی فقہاء کے اکثر متاخرین نے اسے قبول کرکے فروغ دیا"

نوٹ : حنفی قاعدہ نمبر 5 یہ ہے جو شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے بھی نقل کیا ہے :

"جب رائے کا دروازہ مسدود ہو جائے تو غیر فقیہ صحابی کی حدیث پر عمل نہیں کرنا چاہیے"

اس میں سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ اور سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ وغیرہ کو شمار کرتے ہیں حنفی کہ ان کی حدیث قیاس کے خلاف ہوئی تو قبول نہیں کی جائے گی۔ دیکھیں فقہ حنفی کے اصول کی کتاب اصول الشاشی۔

پھر شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے حنفی اصول لکھ کر ان کا رد کیا اور فرمایا کہ ان اصولوں کی پابندی کی ضرورت نہیں اور نہ ہی ان کا بے ہودہ تاویلوں سے دفاع کرنے کی ضرورت ہے۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں:

"اسی طرح فقہاء زمانہ کے حلقوں میں یہ غلط خیال بھی عام طور پر پھیلا ہوا ہے کہ امام ابوحنیفہ اور امام شافعی کے اختلافات کی بنیاد انہی اصولوں کی بنیاد پر ہے جو بزدوی (فقہ حنفی کے اصول کی کتاب) وغیرہ علماء کی تصنیفات میں مذکور ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ اصول خود امام ابوحنیفہ نے وضع نہیں کیے ہیں، بلکہ آپ کے بعض اقوال کو سامنے رکھ کر (معتزلہ کے علماء) نے ان کا استنباط کیا ہے۔ چنانچہ میرے نزدیک تمام مفصلہ ذیل اصول اس قسم کے ہیں جن کو آئمہ کے کلام سے استخراج کر لیا گیا ہے، یہ ہرگز نہیں کہ یہ اصول خود امام ابوحنیفہ یا ان کے صاحبین

سے منقول ہیں، لہذا کوئی معقول وجہ نظر نہیں آتی کہ خوامخواہ ان اصولوں کی پابندی کی جائے، اور ان (فقہ حنفی کے اصولوں) کی صحت اور معقولیت پر جو اعتراضات اور اشکالات وارد ہوتے ہیں ان کو رد کرنے کے لیے بے ہودہ تکلفات سے کام لیا جائے..."

تفصیل کے لیے دیکھیے حجۃ اللہ البالغہ۔

مقلد مولوی اپنے ویلے حنفی فقہاء کا یہ بہت بڑا کارنامہ سمجھتے ہیں جو فرضی مسائل سے کتابیں کالی کرکے ان کے ڈھیر لگا گئے ہیں، جیسا کہ مینگل دیوبندی اسے بڑے فخر سے بیان کر رہا ہے، جبکہ بات یہ ہے کہ اگر یہ کوئی اچھا کام ہوتا تو صحابہ کرام نے کیوں نہیں کیا؟

صحابہ کرام کا اس بارے کیا نظریہ تھا ملاحظہ فرمائیں:

سنن دارمی سے چار صفحات کا سکین لگایا ہے میں نے۔ باسند صحیح اقوال ہیں صحابہ کرام کے، ان میں غیر صحیح اقوال بھی تھے لیکن میں وہ پیش نہیں کر رہا، صرف صحیح اقوال پر اکتفا کیا ہے۔

"ایک آدمی عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور آپ سے کسی چیز کے بارے پوچھا، تو عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جو چیز وقوع پذیر نہیں ہوئی اس کے

بارے میں نہ پوچھو، میں نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو ایسے شخص پر لعنت کرتے سنا ہے جو ایسی چیز کے متعلق سوال کرے جو ظہور پذیر نہیں ہوئی ہے"

"امام زہری رحمہ اللہ فرماتے ہیں: زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے جب کسی چیز کے بارے میں پوچھا جاتا تو وہ پوچھتے تھے، کیا یہ واقعہ رونما ہو چکا ہے؟ اگر ان کا جواب ہاں میں ہوتا تو ان سے حدیث بیان کر دیتے یا پھر اپنی رائے ظاہر کر دیتے تھے، اور اگر لوگوں کا جواب نہیں میں ہوتا تو کہہ دیتے تھے: جانے دو، جب وقوع پذیر ہو تو پوچھنا"

"عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ سے کوئی مسئلہ پوچھا گیا تو انہوں نے پوچھا: یہ رونما ہو چکا ہے؟ لوگوں نے کہا نہیں، تو سیدنا عمار نے کہا: جب تک واقعہ نہ ہو، ہمیں چھوڑ دو اور اگر وہ وقوع پذیر ہو چکے تو ہم تمہارے لیے مسئلے کی چھان بین کی مشقت برداشت کریں گے"

"سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے منبر پر فرمایا: اس شخص کو گنہگار سمجھتا ہوں جو فرضی مسئلہ پوچھے"

"مسروق رحمہ اللہ نے کہا: میں ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے ہمراہ چل رہا تھا کہ ایک جوان نے کہا، چچا جان آپ اس بارے میں کیا کہتے ہیں؟ ابی بن کعب نے فرمایا: بھتیجے کیا ایسا معاملہ ہو چکا ہے؟ عرض کیا: نہیں، تو انہوں نے جواب دیا: اگر نہیں ہوا تو ہمیں معاف رکھو یہاں تک کہ ایسا معاملہ وقوع پذیر ہو جائے"

"سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے ایسے شخص کے بارے میں دریافت کیا گیا جو دو مرتبہ رمضان کے مہینے پائے اور روزہ نہ رکھے، تو انہوں نے فرمایا: کیا ایسا ہو چکا ہے یا نہیں؟ میمون رحمہ اللہ نے فرمایا: نہیں، تو ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ایسی نزول سے پہلی بلا کو جانے دو، یعنی جو چیز واقعہ نہیں ہوئی اس کے بارے میں سوال نہ کرو"

یہ ہے صحابہ کرام کا مسلک فرضی مسائل کے بارے، اور حنفیوں کا مسلک کیا ہے؟ ایسے ایسے مسائل بیان کر گئے جو چودہ سو سال میں آج تک وقوع پذیر نہیں ہوئے۔ تو معلوم ہوا حنفی کم از کم وہ فرقہ نہیں جس کے بارے رسول پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا تھا:

"ناجی جماعت وہ ہے جس پر میں اور میرے صحابہ ہیں"

ان دلائل سے معلوم ہوا کہ حنفیت اصولی طور پر ہی شریعت کے خلاف ہے، حنفی وہ فرقہ نہیں جس پر صحابہ کرام ہیں۔